

ماہنامہ لاہور
نعت

معراج النبی ﷺ
حصہ دوم



ماہنامہ نعت لاہور

جلد: ۲ اپریل ۱۹۸۹ء شماره: ۴

معراج النبی ﷺ (حصہ دوم)

مشرخصوصی:
پجھری رفیق احمد باجواہ
ایڈووکیٹ

ایڈیٹر: راجا رشید محمود
معاون: شہناز کوثر

قیمت: ۱۰ روپے (فی شمارہ)
۱۲ روپے (زیرالانہ)

خطاط: جمیل احمد قریشی تنویر قم
خیل احمد نوری
مینجر: اظہر محمود

پبلشر: راجا رشید محمود

پرنٹر: حاجی محمد نعیم کھوکھر جیم پرنٹرز لاہور

بانتدر: خلیفہ عبدالحمید بک بانتدرنگ ہاؤس ۳۸- اردو بازار- لاہور

اظہر منزل مسیحی سٹریٹ نمبر ۵ نیو شال مار کالونی- ملتان روڈ
(لاہور) (پاکستان) پوسٹ کوڈ ۵۴۵۰۰
(منظر قم)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لادپور میں میرے سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ایک پیارا بستا ہے
اسے گزشتہ رمضان کے آخری ایام آقا و مولا (علیہما السلام) کے قدموں میں
گزارنے کی سعادت ملی

آقا حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا وہ پیارا، وہاں سے میرے لیے خوشخبریاں لایا۔
دروہ پاک کا وہ عاشق، بذات خود میرے لیے بہت بڑی خوشخبری ہے۔
اس سے میرا رشتہ کیا ہی میرے لیے اعزاز ہے۔
اس سے تعارف ہوا تو گویا محبوب پر کرم سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا در کھل گیا۔
اس سے تعلق بڑھا تو آقا حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رحمتوں نے مجھے اپنے
گھیرے میں لے لیا۔

تین ماہ ہوئے، اس نے نعت کے دفتر میں آکر مجھے نوید سنائی کہ
مجھے بلاوا آنے ہی والا ہے

تیسرے دن وہ پھر آیا،
اس پیغام کے ساتھ کہ میں تیار رہوں
وہ پھر آیا، میری اماں جی کے لیے اور میرے لیے پاسپورٹ فارم لے کر۔
وہ جو سندیسہ لا رہا تھا، اس میں شک کی گنجائش نہ تھی
اس میں شک کی کیا گنجائش ہو سکتی ہے

کراچی میں اللہ کا ایک بندہ اس پیچ کو معنوی صورت دے رہا تھا
میرے محسن نے یہ پیغام دیا ہے کہ میں اپنی والدہ مکرمہ کی معیت میں وہاں
جانے کی تیاری کروں جہاں حافری سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں
یہی بلاوا ہے، —

یہ تصور کتنا عجیب ہے کہ میں عقیدتوں کے اس سفر پر جاؤں گا، ماں
کی رہنمائی میں، جس کو محبت سے دیکھنا بھی حج کی سعادت حاصل کرنے کے برابر ہے
اور، — نیاز مندی کی اس راہ پر سر کے بل چلتے ہوئے، میں لادپور
اور کراچی کے دونوں دوستوں کو دل میں بسا کے لے جاؤں گا۔

فہرست

واقعہ معراج	(۵) ^{صفحہ} ملک شیر محمد خان اعوان
وصل حبیب صلی اللہ علیہ وسلم	(۱۵) مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی
تشریح آیات معراج	(۳۵) علامہ محمد اقبال
معراج، روحانی یا جسمانی	(۴۵) ڈاکٹر حافظ محمد نیس
معراج کیسے	(۵۷) آغا فیث الرحمن انجم
لیلۃ المعراج	(۷۳) سید زاہد رضوی
رفعت شان سرکار	(۸۹) محمد اسلم نقشبندی

نعتیں

- منظور حسین منظور، ۴۔ ادب سیما، ۹۔ حافظ مظہر الدین، ۱۰۔
- عزیزہ حاصل پوری، ۱۱۔ آغا صادق، ۱۲۔ عاصی کرنالی، ۱۳۔
- غریب سہارنپوری، ۲۰۔ علامہ ضیاء القادری، ۲۱-۲۲۔ علیم اختر مظفر پوری، ۳۹۔
- ضیا محمد ضیا، ۴۱۔ شعیب احمد ندت، ۴۲۔ اقبال سہیل، ۴۳۔
- اثر صہبائی، ۴۴۔ رضا امر وہی، ۵۰۔ حکیم طاہر دہلوی، ۵۱۔
- طالق ہمدانی، ۵۲۔ سراج آغا، ۵۳۔ سکندر بھٹوی، ۵۴۔
- رئیس بدایونی، ۵۵۔ جعفر طاہر، ۵۶۔ بیدل فاروقی، ۶۷۔
- طہر قمر لشی، ۶۸۔ تمنا بجنوری، ۶۹۔ منور بدایونی، ۷۰۔
- حسن رضا بریلوی، ۷۱۔ اختر الہامی، ۸۱۔ ہاشم بدایونی، ۸۸۔
- صابر براری، ۹۲۔ حافظ پبلی ہیتی، ۹۳۔ اصغر شارق لشی، ۹۴۔
- قمر یزدانی، ۹۵۔ شہاد قادری، ۹۶۔ ادب سیما، ۹۸۔
- مظفر وارثی، ۹۹۔ شفیع ہسراچی، ۱۰۰۔ اختر الہامی، ۱۰۱۔



عازمِ عرش ہے سلطانِ زمیں آج کی رات
 رُوکشِ چرخ ہے دامنِ زمیں آج کی رات
 ارضِ بطحا، ترے اس اوج کے صدقے جس پر
 عرشِ دالے بھی ہیں قربانِ زمیں آج کی رات
 ماہ و پردیں کو اشارہ ہے کُے دیدہ و روہ
 دیکھئے! دیدنی ہے شانِ زمیں آج کی رات
 روزِ تخلیق سے تھی جس کی تمتا اُس کو
 آسماں پر ہے وہ احسانِ زمیں آج کی رات
 عید ہے عالمِ بالا میں کہ ہے جلوہ فگن
 عرش پر خاصۂ خاصانِ زمیں آج کی رات
 میزبانِ جس کا ہے خود ارض و سما کا خالق
 زیبِ فخل ہے وہ مہمانِ زمیں آج کی رات
 یوں جو کبھی سے سوا اس کی کشش ہے منظور
 خاکِ طیبہ ہے دل و جانِ زمیں آج کی رات

واقعہ معراج

تحریر :- ملک شیر محمد خان اعوان

معراج النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا عجیب و غریب واقعہ، روایت و درایت کے اعتبار سے ناقابل انکار ہے۔ خود قرآن عزیز کا اس واقعہ کے متعلق یہ فرمانا ”وما جعلنا الرؤیا الَّتِیْ ارٰیناکَ الاَ فتنۃً للنّاسِ“ (الاسراء- ۶۰) اس بات کی روشن شہادت ہے کہ یہ واقعہ اپنی خصوصیات میں ایسا عجیب و غریب ہے جو سننے والوں کے لیے قبول و انکار میں ایک سخت آزمائش و امتحان کا باعث ہے اور اگر اس کی حقیقت صرف ایک خواب یا روحانی ترقی کی ہی ہوتی تو اس میں ایسی کوئی خاص حیرت کی بات نہ ہتی اور نہ یہ واقعہ موافقین و مخالفین کے درمیان حق و باطل کا معیار قرار پاتا۔ اس لیے کہ خواب میں ایسے واقعات کا پیش آجانا کوئی ایسی عجیب بات نہ ہتی کہ جس کی تصدیق و تکذیب میں معرکہ ہوا۔ جس کی بدولت کفر و انکار اور ایمان و تصدیق کی دو جہاد بنیادیں قائم ہو گئیں۔ اس کے علاوہ آپ کا راستے کے وہ تمام حالات بیان کرنا جس کے ایک ایک حرف اور ایک ایک جُز کی تصدیق خود آنے والے قافلوں نے کی۔ اور باوجود آپ سے انتہائی مخالفت و عداوت کے، اصل حقیقت کا انکار نہ کر سکے۔ مشرکین کا بیت المقدس کے مختلف مقامات کے متعلق حالات دریافت کرنا اور آپ کا ہر ایک سوال کے متعلق شافی جواب دینا، یہ امور اس کے ناقابل تردید شہادت ہیں کہ یہ واقعہ آپ کی پیغمبرانہ زندگی کے انہیں معجزات باہرہ میں سے ہے کہ جن کا انکار تعلیم اسلام کو خیر باد کہے اور ناقابل انکار روایت و درایت کو ٹھکرائے بغیر قطعاً ناممکن ہے۔

دعا یہ امر کہ قرآن عزیز نے اس کو ”رؤیا“ سے تعبیر کیا ہے جس کے معنی خواب

کے ہیں۔ پس یہی ایک مغالطہ ہے جس کی حقیقت سمجھے بغیر بھدات "تاثیری" می رود و یوار کج "غلط عقیدے کی بنیاد قائم کر لی گئی ہے۔ حقیقت امر یہ ہے کہ جو واقعہ عالم غیب میں مشاہدہ کیا جائے اور عام نگاہ میں اس کو دیکھنے سے قاصر ہوں، خواہ نبی اور رسول بیداری ہی میں کیوں نہ دیکھے "رؤیا" سے بہتر کوئی اور مفروضہ لفظ حقیقت کے اظہار کے لئے موزوں نہیں۔ اس لیے کہ وہ خاص مشاہدہ جو عالم غیب میں بحالت بیداری آنکھوں سے کیا جائے، دُنیا کے عام مشاہدوں سے جدا ایک خاص کیفیت رکھتا ہے۔ عربی شاعر متنبی نے بھی اپنے ایک قصیدے میں معشوق کی چشمِ بیمار سے دیکھنے کو عام مشاہدہ کرنے والوں سے ممتاز ظاہر کرنے کے لیے "رؤیا" ہی سے تعبیر کیا ہے۔

پس قرآنِ عزیز نے بھی اسی حقیقت کو واضح اور ظاہر کرنے کے لیے "رؤیا" کا استعمال کیا ہے جو عالم مشاہدہ اور عالم خواب سے جدا عالم غیب کی رویت کو ادا کر رہا ہے۔ اسی لیے حضرت شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی نے بھی اُردو ترجمہ قرآن میں "رؤیا" کا ترجمہ "دکھلاوا" کیا ہے جو عالم غیب کے مشاہدے کی مجموعی حالت کو اس طرح ادا کرتا ہے کہ اُردو میں مفروضہ لفظ میں اس سے بہتر تعبیر شکل ہے (سیرتِ رسول کریمؐ ص ۵۹)

جہور فقہاء، محدثین، متکلمین اور صوفیہ کرام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہ مذہب ہے کہ معراج شریف بیداری کی حالت میں ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع جسم مبارک کے، مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک تشریف لے گئے اور پھر وہاں سے آسمانوں پر تشریف لے گئے (شفافاضی عیاض)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں: "آپ کو ایک رات مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی گئی۔ جس کے بعد آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے، اور جہاں تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو لے جانا چاہا، وہاں تک پہنچے۔ یہ واقعہ آپ کے جسم مادی کو بحالت بیداری پیش آیا (اُردو ترجمہ حجتہ اللہ البالغہ - ص ۸۰۷)

عربی جاننے والوں سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ "اسراء" کے مفہوم میں یہ بات شامل ہے کہ اس میں جسم اور روح کا اجتماع ہو۔ صرف روح کے سفر کو عربی میں "اسراء"

کے لفظ سے تعبیر نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح ”عبد“ روح اور جسم کے مجموعے کو کہتے ہیں۔
 قرآن مجید میں جہاں کہیں یہ لفظ آیا ہے، ہر جگہ اس سے مراد روح مع الجسد ہی ہے۔
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَرِيتَ الَّذِي يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلَّى (العلق- ۹۶: ۱۰)
 ”کیا تو نے (ابو جہل کو بھی) دیکھا۔ جب ہمارا بندہ نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اُسے
 روکتا ہے۔“ ظاہر ہے کہ اس آیت میں عبد سے مراد روح مع الجسد ہے، نہ کہ صرف روح
 کیونکہ ابو جہل صرف روح کو نماز پڑھنے سے نہیں روکتا تھا۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
 وَاِنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لَبَدًا (الحج- ۲: ۱۹)
 ”اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ کہ اس کو پکارے، لوگوں کو بندھنے لگتا ہے۔ اس پر
 ٹھٹھ۔“ ظاہر ہے کہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح نماز پڑھنے نہیں کھڑی ہوتی
 تھی اور جنات آپ کی روح پر نہیں ٹوٹ رہے تھے۔

نیز سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذَكَرْ رَحْمَةً رَبِّكَ عَبْدُہٗ زَكَرِيَّا
 (مریم- ۱۹: ۲) ”یہ مذکور ہے تیرے رب کی رحمت کا اپنے بندے زکریاؑ پر“
 اس آیت میں بھی عبد سے مراد حضرت زکریاؑ کی روح اور جسد دونوں ہیں۔ غرض اس
 قسم کی مثالیں قرآن حکیم میں بہت ہیں کہ عبد سے مراد روح مع الجسد ہے۔
 اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، اس کے لئے کوئی بات مشکل نہیں۔ وہ خود فرماتا ہے۔
 اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فِیْکُوْنُ (یس- ۳۶: ۸۲)
 ”اِس کا حکم یہی ہے کہ جب کرنا چاہے کسی چیز کو تو کہے اُس کو ”ہو“ وہ اُسی وقت
 ہو جائے۔“

پس جس خدا نے خلافِ عادت حضرت زکریاؑ کو بڑھاپے میں ان کی بیوی کے
 بانجھ ہونے کے باوجود لڑکا عطا فرمایا، اور جس خدا نے حضرت مریمؑ کے بطن مبارک
 سے یقربا پ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولولعزم پیغمبر کو پیدا فرمایا، بے شک
 اُس خدا کو قدرت ہے کہ وہ اپنے حبیبِ مکرم کو معراج مع الجسد کرا سکتا ہے۔ جب
 اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ مکرم کو مدعو فرمایا تو مہمان نوازی اس امر کی مقتضی تھی کہ

آپ کا خاص طور پر احترام و اہتمام کیا جائے۔ چونکہ آپ سید المرسلین، فخر الاولیٰین والآخرین ہیں، اور سید میں دوسروں کے کمالات بدرجہ اتم ہونے چاہئیں، لہذا ضروری تھا کہ جہاں خدائے پاک نے حضرت موسیٰ سے مع الجسد کوہ طور پر باتیں کیں اور اپنے نور کا جلوہ دکھایا (اگرچہ حضرت موسیٰ اس جلوہ خداوندی کی تاب نہ لاسکے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے) وہاں جناب سید المرسلین کو آپ کے شایان شان درجہ قرب عطا فرمایا جاتا، جسم اطہر مع الروح والجسد کے ساتھ بالمشافہ گفتگو کی جاتی۔ علاوہ ازیں آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی فوقیت حاصل تھی اور چونکہ وہ آسمان پر زندہ مع الجسم اٹھائے گئے۔ اس لیے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر سرفراز فرمانا ضروری تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ معراج کا سفر ایک روحانی خواب تھا۔ اگر اس تعبیر کو تسلیم کر لیا جائے تو معراج کا واقعہ کوئی مہتمم بالشان واقعہ نہیں رہ جاتا، بلکہ ایک معمولی سی بات بن جاتی ہے۔ کوئی بھی آدمی اپنے تصور میں ایک سیکنڈ کے اندر اندر نیویارک، پیرس اور لندن تک کی سیر کر کے واپس آسکتا ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ جو قرآن جیسی کتاب میں افضل الانبیاء (علیہم السلام) کے لیے کہی جائے۔ اس سلسلے میں شکوک پیدا کرنے والی دو روایتیں پیش کی جاتی ہیں۔ لیکن یہ دونوں روایتیں ان لوگوں نے نہیں کیں جن کی طرف انہیں منسوب کیا جاتا ہے جبکہ بعض لوگوں نے اپنے شبہات کا جواز پیدا کرنے کے لیے ان کا نام لے دیا۔ ایک روایت اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ اس روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف یہ الفاظ منسوب کئے گئے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”میں نے گم نہیں پایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کو۔“ اور اس روایت پر قیاس کا یہ محل تعمیر کر لیا گیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واقعہ معراج کو روحانی سفر فرماتی ہیں۔ اول تو اس روایت میں بہت سی خامیاں ہیں جو اسے صحیح روایت ثابت نہیں کرتیں۔ اُم المؤمنین حرم نبویؐ میں ہجرت کے بعد شامل ہوئی ہیں۔ اور واقعہ معراج ہجرت سے پہلے کا ہے۔

اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر پانچ سال تھی اور یہ عمر معراج جیسے واقعے کو سمجھنے یا اس کے متعلق کوئی رائے قائم کرنے کے لئے مناسب نہیں سمجھی جاسکتی۔

دوسری روایت امیر معاویہ سے منسوب ہے جن کا قبول اسلام ہی آٹھویں ہجری کا ہے اور معراج، ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اس لیے ان کا اس واقعے سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہ دونوں روایتیں قابل قبول نہیں۔ قرآن اور حدیث کی روشنی میں معراج کے واقعے پر شبہ کرنا اور اسے روحانی سمجھنا غلط ہوگا۔



جناب رحمۃ اللعالمین معراج کے دُلہا
 شبِ اسرا خدا سے ہیں قرین معراج کے دُلہا
 کبھی ہیں رونقِ فرشِ زمیں معراج کے دُلہا
 کبھی زیبائشِ عرشِ بریں معراج کے دُلہا
 عروسِ لیلۃ الاسری ہے خود اس امر پر حجت
 محمد مصطفیٰ ہیں بالیقین معراج کے دُلہا
 رہیں گی رازِ محشر تک شبِ معراج خلوت میں
 وہ باتیں جو خدا نے تم سے کیں معراج کے دُلہا
 تمہارے ہی لئے مخصوص تھا، معراج کا رتبہ
 تمہی ہو لامکاں کے اک میکین معراج کے دُلہا
 ہوا ہے اور نہ ہوگا کوئی بھی قیامت تک
 جہانِ حُسن میں تم سا حسین معراج کے دُلہا
 خدا کا گھر تمہارا گھر، خدا کا در تمہارا در
 کہ تم ہو عرش و کعبہ کے امیں معراج کے دُلہا
 (ادبِ سیما)



جلوہ افروز ہے اک ماہِ میں آج کی رات
 نور ہی نور ہے تاحدِ یقین آج کی رات
 صرمِ نازیں پہنچے شہِ دیں آج کی رات
 صرمِ ناز ہے کچھ اور حسین آج کی رات
 مرجا صلّ علیٰ حسنِ محمد کے فیوض
 جگمگاتی ہے دو عالم کی جبین آج کی رات
 عالمِ کیف میں ہیں عرشِ معلّٰی کے میکیں
 عالمِ وجد میں ہے عرشِ بریں آج کی رات
 قابِ قوسین کی منزل تھی محمدؐ کا مقام
 رہ گیا سدرہ پہ چہرِ پُرِ امیں آج کی رات
 عید و معیود میں حائل کوئی پردہ نہ رہا
 یعنی مبدؤ ہے بندے کے قریں آج کی رات
 جس حقیقت کی نہیں فلسفہ دانوں کو خبر
 اُس سے آگاہ ہیں اربابِ یقین آج کی رات
 ہم گنہگاروں کی سرکار نے بخشش چاہی
 یادِ سرکار کو آئے ہیں ہمیں آج کی رات
 دُھل گئی میرے گناہوں کی سیاہی مظہر
 کام آیا ہے مرا حسنِ یقین آج کی رات
 حافظ مظہر الدین



کیوں ارض و سما پر رحمت کے جھائے برسائے جاتے ہیں
 کیا بات ہے، کس کی خاطر یہ میخانے ٹٹائے جاتے ہیں
 میخانہ عالم کے ساتی اللہ سے ملنے جائیں گے
 ہر سمت شرابِ نور کے یوں ساغر چھلکائے جاتے ہیں
 جبریلؑ امیں سدرہ سے ہوئے ایوان رسالت میں حاضر
 اور خواب تازے آقاؐ کو اس طرح جگائے جاتے ہیں
 آئے نہ کہیں راحت میں خلل اللہؑ غنی یہ پاس ادب
 نورانی آنکھیں مل مل کر تلوے سہلائے جاتے ہیں
 بیدار ہوئے سرکارِ ادھر جبریلؑ بعد تعظیم ادھر
 پیغام وصال و قربِ خدا آقاؐ کو سنائے جاتے ہیں
 اے ختمِ رسل محبوبِ خدا، اے شاہرِ یزمِ اَو اَذنی
 چلیے کہ ہر عرشِ اعلیٰ آج آپ بلائے جاتے ہیں
 اللہ کو ہے وہ شوقِ بقا، ممکن نہیں جس کا اندازہ
 رہ رہ کر اُذنِ مستی کے نغمے دہرائے جاتے ہیں
 یہ عشق و محبت کا عالم محبوب و محب مل کر باہم
 کس راز و نیاز سے الفت کی باتیں فرمائے جاتے ہیں
 نہیں عقل و فکر کو دخل جہاں نہیں قیدِ زمانِ مکان کی جہاں
 معراج کی رات عزیز وہاں آقاؐ پہنچائے جاتے ہیں
 (عزیزہ حاصلپوری)



بلبلِ باغِ نبیٰ زمزمہ پرداز ہے آج
انجن صورت گلِ گوشِ برآواز ہے آج
آج میں رفعتِ معراجِ بیاں کرتا ہوں
فکرِ تاعرشِ بریں مائلِ پرواز ہے آج
دھوم ہے آج فلکِ پر کہ حضور آتے ہیں
بزمِ انجم نگہِ شوق کیے باز ہے آج
فخر کرتے ہیں ملائک بھی قدم بوسی پر
عرش بھی بوسہٴ نعین سے ممتاز ہے آج

آبرو بخشِ مسیحاً و کلیمِ آتما ہے

آج افلاک پر مکے کا یتیم آتما ہے

غلُ ہوا عرش پہ وہ عرش کا تارا آیا
خلوتِ راز میں اللہ کا پیارا آیا
اک عالم کے مر یضوں کا مسیحا پہنچا
ایک عالم کے ضعیفوں کا سہارا آیا
جس کے دیدار سے آنکھوں میں سرور آتا ہے
وہی سرمایہٴ تسکینِ نظارا آیا
پیکرِ نور کی بڑھ بڑھ کے بلائیں لے کر
بولی رحمت کہ وہ سرتاج ہمارا آیا
ہر طرف بادشِ انوار ہوئی جاتی ہے
عرش کہتا ہے، مرا راجِ دلدارا آیا
ہاں وہی جس کے تقریبے بیاں کی خاطر
قابِ قوسین کا قرآن میں اشارا آیا

تا سرِ عرش ہے مولا کا گنہر، کیا کہنا

اللہ اللہ شرفِ فخر بشر کیا کہنا



فلک فلک ہے اک چمن	فضا فضا ہے اک پھبن
قمر گلابِ ضو فگن	ستارہ برگِ یاسمن
افق بہارِ پیرمن	تجلیوں کی انجمن
	کھلی ہوئی ضیا ضیا
	دھلی ہوئی کرن کرن
نجوم و مہ کی جلدتیں	لطافتیں ، صبا حقیں
تجلیوں کی نزہتیں	نزاکتیں ، فصاحتیں
یہ رحمتیں ، یہ برکتیں	یہ برکتیں ، یہ رحمتیں
	مسترتیں طرب فشاں
	سعادتیں ضیا مگن
شُعاعِ نور بے کراں	رواں رواں ، رواں رواں
تجلیاتِ کہکشاں	حیں حیں ، جواں جواں
ضیائے جلوہ پیکراں	ادھر ادھر ، یہاں وہاں
	تمام چرخِ نیل گوں
	جمالیات کا وطن

بشر بلند بال ہے کمال ہے کمال ہے
عروجِ یے مثال ہے کمالِ یے زوال ہے
تقدیرِ جلال ہے تسلطِ جمال ہے

رسائیءِ دل و نظر

بلندی شعور و فن

شعاعِ نور بن گئی

بڑھی فلک کو چیرتی

یہ مادی نظام بھی

خودی اگر ہو خود نگر

زماں شکن، مکاں شکن

یہ نور سے بھی زندہ تر

خودی کی سیرِ مُقْتَبِر

بشر کی عظمتِ دگر

عظیم شب، سعید شب

عظیہ شبِ زمن

شبِ عرب، شبِ عجم

رسولِ پاک و محترم

وہ جن کا عرش پر قدم

عزیزِ دل، قریبِ جاں

حبیبِ رب ذوالمنن

عاصیِ کرناںی (ملتان)

خودی جو پُرکشا ہوئی

زمینِ خاک سے اُٹھی

ہوئی شکستہ ہر لڑی

یہ شب ہے رشکِ سدسحر

رسول کی شبِ سفر

یہ شب ہے عظمتِ بشر

شبِ زمن، شبِ اُمم

نبی صاحبِ اکرم

شبِ تارگانِ حشم

مسند حبیب

محرر: صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی

نبوت کا گیارہواں سال، رجب کی تالیسویں تاریخ، دو شنبہ کی شب، اتم بانی جنت
ابن طالب کی دولت سرا فرما رہی ہوئی ہے۔ کعبہ مقدسہ جو دنیا کی پہلی بنا اور سب سے پہلا
عبادت خانہ اور تمام عالم کا قبلہ ہے..... آج اس میں نزلی نسیب و نہیت ہے۔
اس کی نورانیت کے جلوے اور انوار کی تابلیش آسمانوں تک پہنچ رہی ہیں۔ اس کے
پہلو میں اتم بانی کا مکان ہے اور آج کی شب اللہ کا حبیب، عالم کا مادی اس میں
جلوہ افروز ہے۔ اس کے جن و نکش کی نورانی شعاعیں کعبہ مقدسہ کے در و پلام پر جلوہ
افروزی فرما رہی ہیں۔ نصف شب گزر چکی۔ دنیا مصروف خواب ہے۔ حضور اقدس
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعد عشا آرام فرمایا ہے۔ ام بانی بھی سو چکی ہیں۔ عالم ملائکہ
میں دھومیں مچ رہی ہیں۔ روحانیت کو خبر ہے کہ آج ہی کی شب لیلۃ الاسرار (شب
معراج) ہے۔ آسمان سے ملائکہ اتر رہے ہیں۔ جبریل و میکائیل علیہما السلام بہشتی براق
لے کر آئے۔ براق دروازے پر حاضر ہے۔ جبریل امین نے اتم بانی کی دولت سرا میں
داخل ہو کر قبلہ گاہ ناز کو حُسنِ ادب کے ساتھ بیدار کیا۔ چشم حق نما کھولی۔ جبریل امین کو
نئے سادو سامان کے ساتھ نرالے اندازِ خدمت میں مستعد و مکمل رہ کر ملاحظہ فرمایا اور پھر
خواب شیریں سے ہم آغوش ہو گئے۔ راتوں بیدار رہ کر گنہگاروں کی مغفرت کے لئے
دریا بہانے والی آنکھیں خدا جانے کس لطف میں خواب سے سرگیں ہیں۔ آج کے خواب
میں کیا لذت اور کس طرح کی لہو دگی ہے کہ جبریل امین نے بیدار کیا اور پھر آنکھ لگ گئی۔
ملائکہ کی جماعتیں کی جماعتیں استارہ معلیٰ پر جلوہ میں چلنے اور شرفِ خدمت گزاری کی
تنتائیں دلوں میں لئے منتظر ہیں۔ جبریل امین نے کچھ دیر انتظار کر کے پھر ادب و احترام

کے ساتھ سلطان کو نین کو بیدار کیا۔۔۔۔۔ پھر جیل جہاں پر رونے آنکھ کھولی، قدسی پیامبر کی قسمت گھٹی۔ ایک نظر اترے اس کی طرف ملاحظہ فرمایا۔ جبریل امین نے بے توقف ویسے درنگ حضرت رب العزت عز و علایارک و تعالیٰ کی طرف سے پیام طلب پہنچا کر کعبہ مقدسہ میں رونق افروز ہونے کی التجا کی۔ سرور انبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے شرف قبول سے سرفراز فرمایا۔ قدیم ناز اٹھا اور رحمت مجسم کعبہ مقدسہ میں جلوہ افروز ہوئے۔ نورانی رخساروں کی تابشوں سے کعبہ مقدسہ جلوہ گاہِ محبوب بنا۔ کعبہ مقدسہ میں پھر کعبہ جمال نے آرام کیا۔۔۔۔۔

اب جبریل ابراق لائے۔ یہ ایک سواری ہے۔ بلندی میں متوسط گھوڑے کے قریب قریب سمجھیے۔ اس کی تیز رفتاری کا یہ عالم کہ مقہمائے فکر پر قدم رکھتا ہے۔ بلندی پر چڑھے تو اُس کے اگلے پاؤں چھوٹے ہو جائیں اور پچھلے حسب ضرورت بلند کر سوار کے لئے اس کی نشست گاہ ہوار رہے۔ نشیب میں اترے تو اُس کے برعکس اگلے پاؤں بڑھ جائیں، اور پچھلے کوتاہ ہو جائیں۔ ابلق چمکدار رنگ حسین و جمیل زمین اور ہوا میں برابر چلے۔

پہلے تو اسیرانِ عقل خام اس پر بہت چمکتے رہے کہ کوئی چار پایہ ہوا میں اڑ جائے، یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کوتاہ اندیش مقدوراتِ الہیہ کو اپنی فکر ناقص کے تنگ دائرے میں احاطہ کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں مگر اب جو ایروپلین ہواؤں میں اڑنے لگے تو ان پتہ و ماغول کو کچھ شرمندگی ہوئی۔

مجیب منظر ہے۔ محبت نے محبوب کو ملایا ہے۔ طالب نے مطلوب کو یاد کیا ہے۔ مالک و مولیٰ نے اپنے بندے مصطفیٰ کو طلب کیا ہے۔ کس تعلیم و تکریم کے ساتھ۔ کس انعام و اکرام کے ساتھ استناء معنی پر سواری بھیجی گئی ہے۔ بہشتی براق حاضر کیا گیا ہے۔ اخضر خواص صاحب اختصا صحر و انیس مجلس خاص کو شب کی تنہائی اور خلوت کے وقت میں چشمِ اخیار سے پہاں بلانے کے لئے بھیجا ہے۔ سلطان کو نین نے سواری کا ارادہ فرمایا۔۔۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نام پاک سن کر براق کو پسینہ آگیا، ادب و فروتنی

سے زمین پر بیٹھ گیا۔ سید الانبیاء علیہم التحیہ والثناء سوار ہوئے۔ جبریل امینؑ نے براق تنقانی، میکائیلؑ نے ہاگ بلتھ میں لی۔ ملائکہ کا انبواہ ساتھ ہوا۔ مہرجام جہاکے غفلے سے گنبد نیلگوں گونج اٹھا۔ دورِ زمان اور چشم فلک نے جوڑ دیکھا تھا، وہ جلوہ آج مشاہدہ کیا۔ محبوب کی سواری چلی۔ زمین تختستان پر گتر ہوا۔ دورِ کثرت نماز پڑھی۔ اس مقام پر پہنچے۔ جہاں عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی جائے ولادت ہے۔ یہاں بھی تاجدار کو نبین نے سواری سے اتار کر غارِ افرامانی۔ اس سے انبیاء کے مولد اور ان کی یادگاروں کے احترام کا پتا چلتا ہے اور ایسے مقامات متبرک میں پہنچ کر طاعت الہی میں مشغول ہونے کی سنت معلوم ہوتی ہے۔

پھر شاہِ عالم سوار ہوئے۔ پھر مکہ کی اقدس بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوا۔ راہ میں ایک جماعت پر گزرے جنہوں نے اس طرح سلام عرض کیا۔ السلام علیک یا ائیل السلام علیک یا آخر۔ السلام علیک یا حاشر۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جواب سلام عطا فرمایا۔ جبریل امینؑ نے عرض کیا، یہ مقدس جماعت انبیاء تھی۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سلام عرض کر رہے تھے۔

بیت المقدس میں سواری پہنچی۔ باب المسجد کے حلقے میں براق باندھا گیا جس کو اب باب محمد کہتے ہیں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مسجد میں تشریف لائے اور درو رکعت غارِ افرامانی۔ مدت سے بیت المقدس کے در و دیوار اور ہر ہر پتھر کا دل انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کی حسرت و ارمان میں موم کی طرح گھمچل رہا ہو گا۔ آج شب کیا آئی، دولت و دارین لائی۔ بیت المقدس بقیع نور بنا۔ ملائکہ و انبیاء کا اجتماع ہوا۔ تمام روحانی و نورانی بابرکت نفوس کا قافلہ سالار، کوئین کا شہر بارہ دارین کا تاجدار، سید ابراہیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوا۔ بیت المقدس کا نصیب کھلا۔ انبیاء نے نماز کے لئے صف باندھی۔ امام رسل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے امانت کی اتدعا کی۔ اللہ کا حبیب آگے بڑھا۔ انبیاء و ملائکہ کی مقدس جماعت نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بے رے کر حضرت

عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَام تک انبیاء کرام تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی، حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر صلاۃ پڑھی اور سب نے آپ کے فضل و شرف کا اعتراف و قرار کیا۔ مدتوں کے بعد آج وہ دن آیا کہ بیت المقدس میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خطے پڑھ رہے ہیں۔

اس سے فراخ کے بعد سید کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد اقصیٰ سے باہر تشریف لائے۔ پھر یرجم اُٹھے، پھر کھجربے لہرائے۔ یمن و یسار ملائکہ کی صف بستہ مؤدب جماعتیں اور ان سب کے درمیاں دو فوجہاں کا سلطان خطہ خاک سے جانب افلاک عازم ہوا۔

آن کی آن میں آسمان پر پہنچے۔ آسمانوں کے دروازے کھولائے۔ ہر مقام پر وہاں کے انبیاء و ملائکہ نے بہ کمال اعزاز و آداب مراسم تسلیم و تحیتہ ادا کیے۔ آج افلاک پر نرانی دھوم دھام ہے۔ عجیب ترک و احتشام سے خطہ خاک سے ایک نور پاک آتا ہے۔ افلاک و ساکنان افلاک کو اپنی فورانیت سے نوازا تا ہے۔ عالم بالائی بلند مرتبہ مخلوق اس کی خدمت کے لیے کمر بستہ اور دیدار کی تمنا میں از خود رفتہ ہے۔ اُس کے جمال افلاک افروز کو دیکھ کر ملائکہ و سموات یکسر حیرت بن رہے ہیں۔ مہر جاو خوش آمدید کے غغلوں سے افلاک گونج رہے ہیں۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ میر کرتے۔ انبیاء ملائکہ کے سلام لیتے، آسمانوں سے گزرتے جا رہے ہیں، تا آنکہ مدۃ المنتہی پہنچے۔ یہیں تک خلق کے علوم و اعمال پہنچتے ہیں اور یہیں سے امر و احکام نازل ہوتے ہیں اور یہاں پہنچ کر ملائکہ ٹھہر جاتے ہیں۔ اس مقام سے تجاوز کرنے کی کسی کو مجال نہیں۔۔۔۔۔

اب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بیت المعمور دکھایا گیا۔ بیت المعمور ملائکہ کا کعبہ ہے۔ جس کا طواف کرتے ہیں۔ روزانہ ستر ہزار فرشتے اس کی زیارت کے لیے آتے ہیں۔ جنہیں دوبارہ پھر اس کی زیارت نصیب نہیں ہوتی۔ یہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے ملاقات ہوئی۔ آمد کی خبر پاکہ آرزوئے دید کی تمنا دل میں لیے بیت المعمور سے تکیہ لگائے تشریف فرما تھے۔ پھر حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بہشتوں کی سیر کرائی گئی۔ بہشتی نور

پیکر خورشید منظر جمال اقدس کی زیارت سے متمتع ہوئے۔ پھر اس شہنشاہ عرش پایگاہ نے دوزخ کا معائنہ فرمایا۔

آیات الہیہ کے ملاحظہ کے بعد حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُس مقامِ قرب میں پہنچے جہاں کسی انس و ملک کو رسائی نہ تھی۔ ساتھی رہ گئے۔ ہنوز ستر حجاب نویں ہیں۔ ہر حجاب پانچ سو برس کی راہ انقطاع نام ہے۔ رحمت الہی کی اعانت و امداد سے محبوب مطلوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بے حیرت و دہشت وہ حجابات طے کیے۔ حضرت عورت سے ندا آئی۔ ادن یا خیر البیہ۔ ادن یا احمد۔ ادن یا محمد۔ اے بہترین کائنات قریب آ، اے احمد! قریب آ، اے محمد! قریب آ! —

حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے ہیں، مجھے پروردگارِ عالم نے اپنے قرب سے نوازا، اور وہ قرب اتم حاصل ہوا جس کو دنیا و دنیٰ فکان قاتب قوسین او ادفا میں بیان فرمایا اور علمِ اولین و آخرین عطا فرمایا۔ محب و محبوب میں راز کی باتیں ہوئیں۔ فنا و حیا الی عیدہ ما اوحی۔ تمام علوم و معارف اور حقائق و دقائق کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور وہ نعمتیں اور دولتیں عطا ہوئیں جو احاطہ بیان سے باہر ہیں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے احوالِ اُمت عرض کیا اور اُن کے حق میں زبانِ شفاعت کھولی۔ ارشاد ہوا۔ ہم ان پر اپنی رحمتیں نازل فرماتے ہیں، اُن کے گناہوں کو بخشے ہیں، دعائیں قبول کرتے ہیں، سائلین کو مرادیں دیتے ہیں، متوکلین کی کفایت کرتے ہیں اور آخرت میں آپ کو اُن سب کا شفیع بنائیں گے۔

الفاظ اس مقام کے وصف بیان کی گنجائش نہیں رکھتے۔ عزت کرامت کے خلعت ہائے فاخرہ سے فیض یاب ہو کر سرورِ اکبر حبیب و اور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی دولتِ سرائے اقدس میں پہنچے۔ صبح کو واقعہ معراج بیان فرمایا۔ کفار نے تکذیب کی، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تصدیق کی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے بیت المقدس کے حالات دریافت کیے گئے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تمام بتائے۔ راہ میں جو قافلے ملاحظہ فرمائے تھے،

اُن کی خبریں، اُن کے اونٹوں کے نشان بتائے، قافلے کے آگے چلنے والے اونٹ
کارنگ اور اس کے سوار کا پتا دیا، اُن کے مکہ مکرمہ پہنچنے کا وقت بتایا۔ قوم نے اُس
دن انتظار کیا اور اُسی دن قافلہ پہنچا۔ دشمنانِ خدا ذلیل ہوئے۔

ماہنامہ ”السّوداء العظمٰی“ مراد آباد۔ معراج نمبر

رجب و شعبان ۱۴۲۶ھ - ص ۱۳-۱۴



جس کو کہتے ہیں سب اعجاز و کرامات کی رات
مقی وہ اللہ و پیغمبر کی ملاقات کی رات
شبِ معراج مُستدّ سے خوشامد کر کے
خوہیں کہتی تھیں کہ رہ جاؤ یہیں رات کی رات
لو خبر ہجر میں بے موت نہ مر جاؤں کہیں
شبِ فرقت نہ بنے مرگِ مناجات کی رات
نورِ حضرت سے منور شبِ معراج ہوئی
روزِ روشن سے بڑھی قبلہ حاجات کی رات
آپ کا حورو ملک خوب نظارہ کر لیں
پھر نہ آنکھوں کو نظر آئے گی یہ گھات کی رات
(غریب سہارنپوری)



معراج النبی ﷺ

کرتے ہیں آپ کو سب منعم و محتاج سلام راج والوں کی زبان پر ہے مہاراج سلام
آپ پر بھیجتے ہیں زائر و حجاج سلام شبِ معراج ہے کیوں ہم نہ کریں آج سلام

تاجدارِ دوسرا، صاحبِ معراج سلام

سرورِ کون و مکان، عرش کے سترِ راج سلام

آپ پر تھا شبِ اسراءِ ظہورِ اکرام عرش سے آپ کو جبریلؑ ایسے لائے پیام
تھے فرشتوں میں یہ نغمے کہ شہرِ عرش مقام آپ کی وید کا شائق ہے خداوندِ انام

تاجدارِ دوسرا، صاحبِ معراج سلام

سرورِ کون و مکان، عرش کے سترِ راج سلام

جملہ قدیس سے جس وقت کہ آئے جبریلؑ جلوہ افروز تھے کبھی میں وہ فرزندِ خلیلؑ
سر رکھا قدموں پر، کی عرض بہ اندازِ جمیل چلیے محبوبؑ کہ فرماتا ہے خود ربِّ جمیل

تاجدارِ دوسرا، صاحبِ معراج سلام

سرورِ کون و مکان، عرش کے سترِ راج سلام

ساتھ چیریلِ امیں کے تھا براقِ جنت جلوہ گر اس پہ ہوئے خسروِ گردوں و فوج
جب سواری ہوئی کہے سے نبیؐ کی نصرت آئی ہر سمت سے آوازِ بشارتِ رحمت

تاجدارِ دوسرا، صاحبِ معراج سلام

سرورِ کون و مکان، عرش کے سترِ راج سلام

کعبہ سے چل کر رُکے مسجد اقصیٰ میں حضورؐ
 کی یہاں شہ نے رسولوں کی امامت منظور
 تھی رسولانِ معظم سے یہ مسجد معمور
 سائے نبیوں کی زباں پر تھے یہ نغماتِ سرور

تاجدارِ دوسرا، صاحبِ معراج سلام

سرورِ کون و مکان، عرش کے سرتاج سلام

طے کیے ہفت سموات جو اقصیٰ سے بڑھے
 بابِ افلاک پر مخصوص رسولوں سے ملے

پہنچے سدرہ پہ جو سرکارِ توجہ رُکے
 طائرانِ ملکوتی نے یہ گائے نغمے

تاجدارِ دوسرا، صاحبِ معراج سلام

سرورِ کون و مکان، عرش کے سرتاج سلام

لے کے رفِ شہ دین کو طرفِ عرش چلا
 بیتِ معمور کا محبوب نے منظر دیکھا

”قدتی“ و ”دنا“ تک گئے محبوبِ خدا
 قلابِ قومین کے ہر ساز سے آئی یہ صدا

تاجدارِ دوسرا، صاحبِ معراج سلام

سرورِ کون و مکان، عرش کے سرتاج سلام

عیدِ معراج کا صدقہ ہو مسلمان کو عطا
 نورِ ایمان، دلِ مسلم کو عنایت فرما

تیری رحمت سے ہو کیلِ تمنائے ضیاء
 جالیاں سامنے روشنی کی ہوں، لب پہ ہو صدا

تاجدارِ دوسرا، صاحبِ معراج سلام

سرورِ کون و مکان، عرش کے سرتاج سلام

لسانِ الحسان علامہ ضیاء القادری بدایونیؒ

شب وصال

سلام اے مرے سلطانِ بادِ قارِ سلام سلام اے مرے محبوبِ کردگارِ سلام
سلام اے مرے نوشاہِ حقِ شعارِ سلام سلام اے مرے اقصیٰ کے شہسوارِ سلام

سلام اے شبِ اسری کے تاجدارِ سلام

سلام اے شہِ دینِ عرشِ اقتدارِ سلام

خدا نے پاک نے جبریل سے یہ فرمایا کہ جاؤ مکہ میں اے قدسی فلکِ پایہ ؟
پیامِ حق کا یہ روح الامیں نے پہنچایا ”حضور! چلیے کہ اللہ نے ہے بلوایا“

سلام اے شبِ اسری کے تاجدارِ سلام

سلام اے شہِ دینِ عرشِ اقتدارِ سلام

حضورِ جانبِ اقصیٰ براق پر آئے یہاں تمام نبی و رسل نظر آئے
دو گانہ پڑھنے کو جب سید البشر آئے سلام کرنے نبی صب بہم دگر آئے

سلام اے شبِ اسری کے تاجدارِ سلام

سلام اے شہِ دینِ عرشِ اقتدارِ سلام

خدا کے نور سے نورِ خدا ملا آخر تھی جلوہ گاہِ سرِ عرش، جملہ نادر
نہرا و خلوتِ ”قوسین“ کچھ ہوا ظاہر ہے اوجِ تاجورِ عرشِ کبریا اک سر

سلام اے شبِ اسری کے تاجدارِ سلام

سلام اے شہِ دینِ عرشِ اقتدارِ سلام

شب معراج

وہ آئے کب سے دم بھر میں جانبِ اقصیٰ بنیامام رُسل اور پڑھا یہاں خطبہ
سب انبیاء سے ملاقات کی یہاں بخدا یہاں بلند یہ نعرہ ہوا سلاموں کا

سلام آپ پر خضرِ رہِ شبِ اسری

سلام آپ پر شاہنشاہِ شبِ اسری

یہاں سے لے کے براق آپ کو روانہ ہوا ہر حضور پر رحمت کا شاہِ میاں ہوا
بساطِ عرش پر اک جشنِ خسروانہ ہوا ادا فرشتوں کے لب سے یہی ترانہ ہوا

سلام آپ پر خضرِ رہِ شبِ اسری

سلام آپ پر شاہنشاہِ شبِ اسری

حضورِ وادیِ ہفت آسمان یوں گزرے کہ جیسے نورِ گزرتا ہے پادیشے سے
ہر اک فلک پر تھے سامانِ خیرِ مقدم کے سب انبیاء گرامی سلام کرتے تھے

سلام آپ پر خضرِ رہِ شبِ اسری

سلام آپ پر شاہنشاہِ شبِ اسری

حجاب اٹھ گئے، وہ بے حجابِ حق سے ملے حبیبِ حق، شہِ عالی جنابِ حق سے ملے
نقاب دُور ہوئی، بے نقابِ حق سے ملے ہوا سلام، مبارک خطابِ حق سے ملے

سلام آپ پر خضرِ رہِ شبِ اسری

سلام آپ پر شاہنشاہِ شبِ اسری

لیلۃ الاسرا

اے شہرِ عرشِ نشیں، صاحبِ معراج سلام
 جانِ نشان کاٹھیں اپنے حضور آج سلام

اُم ہانی کا مکان قبلہ مقصود ہے آج رونقِ خلد و جہاں کعبہ میں موجود ہے آج
 رات کی تیرگی اس رات کے نابود ہے آج لب پہ ہر فتہ کے یہ نغمہ مسعود ہے آج

اے شہرِ عرشِ نشیں، صاحبِ معراج سلام
 جانِ نشان کاٹھیں اپنے حضور آج سلام

ہیں جو واقف ادب اہل صفا سے جبریل آج آئے ہیں نئی شان واداسے جبریل
 سر کوٹے ہیں نبی کے کف پا سے جبریل عرض کرتے ہیں یہ محبوب خدا سے جبریل

آپ کو آپ کے اللہ نے بھیجا ہے سلام
 آپ پر رب کی طرف سے شبِ اسری ہے سلام

اے میں قرباں ہے یہ فرمانِ خداوند وود آئے ختمِ رسل، سوائے مقامِ محمود
 ہے سواری کو براق اے شہرِ بظا موجود کہتے ہیں خود و ملک آج یہ پڑھ پڑھ کے درود

خضر و خلد مکین صاحبِ معراج سلام
 مئے حوٹوں کا فرشتوں کا حضور آج سلام

انبیاءِ مسجدِ اقصیٰ میں تھے موجود تمام جلوہ افروز ہوئے آکے شہنشاہِ انام
 بولے جبریل نبی آپ رسولوں کے امام غلِ جماعت سے اٹھا بعد نماز اور سلام

السلام اے شہرِ دینِ عرش کے جانے والے
 تاجِ معراج کا اللہ سے پانے والے

تاجِ عرشِ براق آپ کو لے کر پہنچا آگیا چند قدم چل کے مقامِ سدرہ
یو لے جبریل کہ اے راہِ وادج ”ذنی“ اور آگے بخدا میں نہیں اب جاسکتا

لیجیے تاجِ عرشِ عِلا میرا سلام

ہو مبارک شرفِ قربِ خداوندِ انام

داخلِ خلوتِ قوسینِ شہنشاہ ہوئے یک بیک دورِ حجاباتِ سرِ راہ ہوئے

مرحمتِ آپ کو لاکھوں شرفِ وجاہ ہوئے دیکھا اللہ کو ہر راز سے آگاہ ہوئے

پُردہِ خاص سے آوازِ سلام آتی تھی

شانِ اسلام نظرِ عرشِ مقامِ آتی تھی

شبِ معراج کے انوارِ کا صدقہ یارب مصطفیٰ، سیدِ ابراہ کا صدقہ یارب

دامنِ رحمتِ سرکار کا صدقہ یارب عزتِ عترتِ اطہار کا صدقہ یارب

سینے کر نور سے معمور مسلمانوں کے

رکھ سب اعزازِ بدستور مسلمانوں کے

جورِ گردوں سے محمد کے غلاموں کو بچا کراماں اُمتِ یکس کے غریبوں کو عطا

قہقہہ کو شوں کو جیفا پیشوں کو دنیا سے مٹا اپنی رحمت کی بھرنِ حلقی میں دمِ جہم ہر سنا

عبیدِ معراج کی خیراتِ مسلمان پائیں

ساعتیں عیش کی دن رات مسلمان پائیں

جشنِ معراج میں ہم بہرِ سلام آئے ہیں سُنئے سرکار کا محبوبِ پیام آئے ہیں

مانگئے بھیک، شہنشاہِ اتام آئے ہیں ہاتھ پھیلائے تھی دستِ غلام آئے ہیں

سنئے ان عشق کی باروں کا حضورِ آج سلام

لیجیے اپنے ضیاء کا شبِ معراج سلام

(شاہ ضیاء القادری)

معراج کی رات

میکس قوسین منزل میں ہیں سرکارِ شبِ امرا
ہیں شانِ مصطفیٰ کے راند، اسرارِ شبِ امرا
فلک سے آئیں وائیل اِذَا لَيْسَتْ كِي اُوزیں
مراتبِ نازنین بزمِ رب کے کوئی کیا جلنے
عزم سے شورِ سُبحِ اَلَّذِي اَمْرِي فَلَکِ تَنگ
ازل سے عظمتِ معراج حصہ تھا محنتِ صد کا
بلایا مسجدِ اقصیٰ میں خالق نے رسولوں کو
وہ دم بھڑس گئے تا عرش واپس آگئے فوراً
تھے ”سُبْحَانَ الَّذِي“ کے سب مناظرِ خلدِ نَظَاو
محمدؐ اُپشتِ زین پر ہمراہی میں رُوحِ اعظم تھے
تجلی عرش کی ہے بیتِ معمورِ الہی میں
کسی نے غزِ محمدؐ کے نہیں اللہ کو دیکھا

میں صدرِ بزم ”اَوْدَانِي“ کماندارِ شبِ امرا
ابد آثار ہیں اے خضر، آثارِ شبِ امرا
جو لہرائے ذرا لگیسویں خمدارِ شبِ امرا
نیاز و ناز ہیں خود تازہ بردارِ شبِ امرا
زبانِ حور و غلماں پر ہے تکرارِ شبِ امرا
رہیں گے تا ابد دنیا میں اذکارِ شبِ امرا
تھے سارے انبیاءِ مشرقِ دیدارِ شبِ امرا
پئے گفتن فقط اتنی تھی مقدارِ شبِ امرا
تھا قلبِ مجربِ صادق خبردارِ شبِ امرا
بُراقِ برق و شق تھا حاصل ہوا رُشبِ امرا
یہاں ہیں جلوہ آرا اُتتہ دارِ شبِ امرا
خدا کی دید بندے کو ہے شکرِ شبِ امرا

یہ بیض کے جلووں کی جیسا ہے روشنی دل میں

ہے شمعِ طور یا ہے شمعِ رخسارِ شبِ امرا

علامہ ضیاء القادریؒ

لیلة الاسرا

جلوے صفا و ذات کے ہر سمت چھا گئے
ملنے خدا سے جب وہ جیب خدا گئے
کس کو خبر کہاں سے کہاں مصطفیٰ گئے
پہنچے حضور چشمِ زدن میں قریب رب
ہر راہ کو بہشتِ بداماں بنا دیا
اقصیٰ میں انبیاء و رسل صفت بہ صفت
مکہ کے دشت بن گئے فردوسِ رنگ بو
خدا تم تاجدارِ مدینہ، خدا کو اواہ
حق اُسے دنا فتدائی کی تابشیں

سلطانِ عرش، عرشِ معلیٰ پر آ گئے
جلوے خدا کے فرش سے تاعرش چھا گئے
کعبے سے چل کے تا بہ مقامِ دنا گئے
مثلِ نگاہِ صورتِ بادِ صبا گئے
جس جس جگہ عرب کے وہ گلگوں قبا گئے
لیکن بنتے آپ یہاں مقتدا گئے
قدسیٰ جنان سے اُکے سے گل کھلا گئے
سکہ فضائے دہر میں اپنا چلا گئے
تا جلوہ گاہِ عرش جو نورِ خدا گئے

محشر میں واصفانِ نبیٰ جب ہوئے طلب

ہم بھی حضورِ رحمتِ عالمِ حنیّا گئے

علامہ ضیاء القادری

شیر لامکاں

اعزازِ شہِ دین نے یہ پایا شبِ معراج خود حق نے سرِ عرش بلایا شبِ معراج
 اللہ نے یہ اوج بڑھایا شبِ معراج تھا سب بلند آپ کا پایہ شبِ معراج
 معراج کی شب کسی زمانہ کو خوشی ہے مسرور ہے ہر اپنا پرایا شبِ معراج
 جلوں کی بھرن پڑتی ہے، رحمت کی بارش ہے ابرِ کرم عرش یہ چھایا شبِ معراج
 ہر گوشہ کونین پر خود فتح میں کا پرچم شہِ والانے اڑایا شبِ معراج
 محتاج ہوں صدقہ ملے سرتاج ”دنا“ کا ہو بھیک عطا مجھ کو خدایا شبِ معراج
 برسا زرِ گل، خُلمہ بد اماں نظر آیا دامن جو بھکاری نے بڑھایا شبِ معراج

نورِ شبِ امرا جو ضیا جلوہ فشاں تھا

قندیلِ حرم دن نظر آیا شبِ معراج

لیلۃ الاسرا

تھا کتنا جس حُسنِ تقاضا شبِ معراج
 کعبہ میں جو ضوِ نباش ہوئے عرش کے جلوے
 مائل بہ طوافِ حرمِ قدس ملک تھے
 چھایا ہوا انوارِ الہی کا اُجالا
 فردوں میں تجلی تھی، ستاروں میں چمک تھی
 ساکت تھے مہ و خور، متحیر تھیں فضائیں
 ممکن نہیں، ادراکِ جزو کل ہو تو کیا ہو
 تھی حسرتِ دیدارِ نبی اہلِ فلک کو
 پہنچے شرّیں خلوتِ قوسین و دُئی تک
 بنِ کمرہ ہی رہا نقشِ کفِ پائے محمدؐ
 وہ سر پہ لیے بارِ ضعیفہ ہے سحر کو
 پہنچے وہ سرِ عرشِ معلّٰی شبِ معراج
 ہر ذرّہ بنا طورِ تجلّٰی شبِ معراج
 تھی عرشِ بکثرتِ قیمت کعبہ شبِ معراج
 تھا کعبہ سے تا مسجدِ اقصیٰ شبِ معراج
 تھا طورِ نظرِ جلوہ ہی جلوہ شبِ معراج
 تھے عرش پہ وہ انجمنِ آرا شبِ معراج
 گم ہو گیا قطرہ تہِ دریا شبِ معراج
 پوری ہوئی ہر دل کی تمنا شبِ معراج
 جبریلؑ رہے تاحدِ سیدسہ شبِ معراج
 تاجِ شرفِ عرشِ معلّٰی شبِ معراج
 تھا عرش پہ جو عرش کا دولہا شبِ معراج

ہو کاش ضیا کو بھی عطا جلوہ باری

جس نورِ میں کا تھا اُجالا شبِ معراج

لوٹ کر عرش سے آئے شب اسرا جو حضور
 کی ادا صبح کی سرکار نے کعبہ میں نماز
 کعبہ سے صاحبِ معراج جب آئے باہر
 سر پہ گھٹری ہے مگر بوجھ سے لڑاں میں قدم
 دیکھی جب صاحبِ معراج نے حالت اس کی
 بولے سرکارِ ضعیفہ سے ”پریشاں کیوں ہو؟
 بولی خاتونِ ضعیفہ کہ ”وہیں واری تم پر
 میرا آنا ہے یہودی، ہے بڑا سخت مزاج
 مصطفیٰ بارود عالم کے اٹھانے والے
 مہرباں ہو گئے حالاتِ ضعیفہ سُن کے
 تھا یہودی شرِّ والا کا عدوئے جانی؛
 درپردہ جا کے یہودی کے نبی نے دستک
 اُلٹے پاؤں ہوائی الفور ہی واپس گھر میں
 عرض کی ”آپ ہی شائد ہیں رسولِ عربی؛
 سچ تو فرمائیے اسے ہادٹی اسلام کہ آج
 بولے محبوبِ خدا ”تو نے یہ کیسے جانا؛
 کی یہودی نے گزارش ہے یہ تو رات حضور
 ہے رقم اس میں کہ جس رات کو ہوگی معراج
 ایک ضعیفہ کی اٹھائے ہوئے گھٹری سر پر

کہہ کے یہ جملے یہودی وہ مسلمان ہوا
 دشمن دیں تھا جو صاحبِ ایمان ہوا
 علامہ ضیاء القادریؒ

معراج النبی ﷺ

ہیں جبریلؑ ایسے مصروف جلووں کی نچھاور میں
 تجلی ہی تجلی ہے شب اسرا جہاں بھر میں
 پئے پیغام وصلِ حضرتِ حق قلبِ اطہر میں
 ہوئے جبریلؑ حاضر خوابِ گاہِ بندہ پرور میں
 شبِ اسریؑ کا دولہا عازمِ عرشِ معلیٰ ہے
 براتی صفِ بصف، تسبیحِ خواں ہیں راستہ بھر میں
 ابھی نکلے ہی تھے جبریلؑ بابِ اُمِ بانی سے
 حرم سے قدس تک پہنچا براقِ شاہِ دم بھر میں
 تھے حاضر مسجدِ اقصیٰ کے اندر انبیاءِ سادے
 پڑھاسب نے دوکانہ اقتدائے بندہ پرور میں
 شبِ اسریؑ یہ معراجِ تقرب اے تعالیٰ اللہ
 شہِ کون و مکاں مہماں ہوئے اللہ کے گھر میں
 شرف بخشا گیا یوں خلوتِ قوسین کے اندر
 ہوا گم نورِ قندیلِ حرم، مہرِ منور میں
 ضیاءِ شان ہے میری غلامانِ یمیمہ میں
 لکھا ہے نامِ ازل سے خسروِ خواباں کے دفتر میں

لیلۃ الاسرا

اے خدا، صاحبِ معراج کی رحمت کا طفیل
 جن کو معراج کی توقیر عطا کی تو نے
 شبِ معراج کے انوار کا صدقہ یارب!
 کعبہ سے مسجدِ اقصیٰ کے سفر کا صدقہ
 اے جبریلؑ! امیں جن کو بلانے کے لیے
 جن کو بھیجا گیا جنت کے گلستاں سے براق
 کی جنہوں نے شبِ اسرا چنِ خلد کی سیر
 اے خدا، صاحبِ معراج کی اُلفت دے دے
 مغفرتِ اُمّتِ عاصی کی جنہوں نے چاہی
 اپنا تو نے جنہیں بے پردہ دکھایا دیدار
 بخش دے اہلِ محبت کے معاصی سائے
 زہد و ایمان ہو عطا، طاعت و تقویٰ ہو عطا
 دُور کر، ہم سے تہی دستی و افلاس، کریم!
 دولتِ صدق و صفا ہم کو عنایت فرما
 ہم ہیں مظلوم، مظلّم سے اماں دے ہم کو
 دے ہمیں حلم و حیا، تزکیہ نفس کا شوق
 زورِ بازو ہمیں دشمن کے مقابل دے دے

ہے ضیاءِ عاصی و ناکارہ و خاطی، مجرم

بخش دے اس کو خدا، اپنی ہی رحمت کا طفیل

لسانِ الحسان ضیاءِ القادری بدایونیؒ



شبِ اسرارِ نوحِ صنوپاشیاں ہیں بزمِ ملک میں
یہ رفاً سفرِ شامل ہے اعجازِ نبوت میں
خدا رکھے خدائی رات ہے یہ لیلۃ الاسری
مکانِ اُمّ بانی لا مکان معلوم ہوتا ہے
فرشتے ہیں سلامی کے لیے استادہ کعبہ میں
ادھر روح الامیں تلواروں کی پشانی رگڑتے ہیں
کیا بیدار، ایمائے الہی سے کیا واقف
براق اک جہت میں آیا تھا کعبہ سے حواِ قصی
پڑھے و نفل حضرت نے امام المرسلین بن کر
بڑھے اقصیٰ سے جب تعلیم ہفت افلاک گزرے
رکابِ شہسوارِ ہاشمی چیریل تھامے تھے
رُکے روح الامیں سدرہ پُر رُف سانے آیا
مقامِ قابِ قوسین و دنی تک مصطفیٰ پہنچے
ملائک دم بخود، جبریل ساکت، بلے خبر دینا

بجال گفتگو اے فور کس کو، کوئی کیا سمجھے

ہیں لاکھوں رازِ گم، معراجِ سلطانِ رسالت میں

یوسف حسین نورِ انقادی (کراچی)

ابن علامہ ضیاء انقادی علیہ الرحمہ

علامہ اقبالؒ اور تشریح آیات معراج

رسالہ ”دارالسلام“ پٹھان کوٹ ستمبر ۱۹۴۲ء میں ”تعلیمات اقبال“ کے عنوان سے ایک

مضمون طبع ہوا تھا جو درج ذیل ہے

۲۷ رجب کو شب معراج تھی۔ خوش قسمتی سے ہمیں علامہ اقبالؒ کے بعض ملفوظات دستیاب ہوئے جن کا تعلق ان آیات کی تشریح سے تھا جس میں اس واقعہ عجیب کا ذکر ہے۔ لہذا ان ملفوظات کو اس خیال سے درج کیا جاتا ہے کہ ناظرین وقت کے اعتبار سے ان کے افادی پہلو سے مستفید ہو سکیں۔ ان کا اصل ماخذ ”البیان“ کی ایک گزشتہ اشاعت ہے۔ علامہ مرحوم سے سورۃ ”النجم“ کے پہلے رکوع کی تشریح دریافت کی گئی تو علامہ نے اس پر ایک طویل تقریر فرمائی، بالخصوص کان قاب قوسین ادا دنی کی تفسیر اپنے رنگ میں نادر اور عجیب تھی۔ ان سطور سے ناظرین کو معلوم ہونا چاہیے کہ آیات مذکورہ قرآن مجید کے مشکل ترین مقامات میں سے ہے، یہاں بڑے بڑے ائمہ مفسرین نہایت دوراز کار تاویلوں میں الجھ کر رہ گئے ہیں۔ یہاں تک کہ غیر مسلم مترجمین قرآن نے اس مقام کو پیغمبر اسلام کے بعد کسی اور شخص کی تصنیف قرار دے دیا۔ علامہؒ کے بیان کا خلاصہ یہ ہے۔

ناسوت ولاہوت یا عقل ووحی یا عالم بشریت وعرش الوہیت کو دو کمان فنا و اُزروں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ بشری عقل کا منتہائے کمال یہ ہے کہ وحیِ سماوی سے کمال مطابقت حاصل کرے۔ یعنی اس ترقی یافتہ عقل کے رباب سے بعض اوقات جو نغمہ نکلتا ہے وہ سازِ الہام سے ہم آہنگ ہوتا ہے۔ اس طرح یہ دو کمان کامل اتصال کے مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔ نوعِ انسان میں انبیاء علیہم السلام بالعموم اور انبیاء میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالخصوص اس مقام کے آخری نقطہ سے واصل ہوئے۔

دائرہ عالم بشریت دائرہ عرش الوہیت میں مدغم ہے۔

کنت کنزاً مخفياً فاحببت ان يعرف خلقت الخلق رحیث قدسی۔ یعنی میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں۔ پس میں نے خلق کو پیدا کیا۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو مخفی خزانہ قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ خزانے میں مال و زرموجود ہوتا ہے۔ مخفی خزانے سے مراد یہ ہے کہ عالم بشریت یا کائنات یا عالم وجود و وجود میں آنے سے پہلے نہایت باریک ذرات یا گیس کی صورت میں عرش الوہیت یا افرا الہی میں مدغم تھا، یعنی ہمہ اوست کی عملی صورت تھی۔ جب کُن فرمایا، فیکون، پس ہو گیا۔ یعنی اس حکم سے عالم بشریت یا عالم ظاہر کو عرش الہی سے الگ کر دیا گیا اور ہمہ ازوست کی صورت جدا طور پر صورت پذیر ہو گئی۔ مگر یہ همان فدا دائرے ایک دوسرے سے مس کرتے رہے۔

ان ربکم الذی خلق السموات والارض فی ستة ایام ربے شک تمبار رب ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔

یوم کے معنی دن ہیں۔ ہمارے دن میں رات بھی شامل ہے۔ یہ دن رات ہمارے کام اور آرام کے وقفے ہیں۔ مگر ان کا تعلق صرف زمین سے ہے۔ زمین اور سورج کی گردش سے دن رات، ماہ و سال ظہور میں آتے ہیں۔ زمین سے باہر کائنات سے ان کا کچھ واسطہ نہیں۔ لہذا ستترہ ایام میں یوم سے مراد یہ ہے کہ کائنات یا عالم وجود جب گیس یا ہوا کی صورت میں عرش الہی سے جدا ہوا تو جس طرح پانی بخارات بن کر ہوا میں اڑتا ہے۔ پھر دھند یا بادل کی صورت اختیار کرتا ہے۔ بعد میں پانی کے قطرے بن کر بارش کی صورت میں برستا ہے۔ پھر پھر قطرے زیادہ سردی لگ جانے سے اولے یا برف کی ٹھوس صورت میں متشکل ہو جاتے ہیں تو یا بخارات سے برف یا گیس سے ٹھوس ہونے تک مختلف حالتیں بدلتے ہیں

اس طرح عالم وجود نے بھی گیس سے ٹھوس ہونے تک مختلف حالتیں بدلیں جو حسب ذیل

ہیں۔

۱۔ گیس ۱۱، لطیف جیسے ہوا ۲۱، کثیف جیسے آندھی، دھند، بادل دھواں

۲۔ مائع ۱۱، رقیق جیسے پانی ۲۱، کثیف جیسے پارہ، آتش فشاں پہاڑوں سے بہتا ہوا

وكان على الماء راور اس کا عرش پانی یعنی بہنے والی چیز پر تھا، اس آیت اقدس میں غالباً اس طرف اشارہ ہے کہ ج - ٹھوس ۱۱ گرم (۲) سرد اجرام فلکی - زمین کی موجودہ صورت جب کہ یہ اس قابل ہوئی کہ حضرت آدم علیہ السلام یہاں رہائش اختیار کر سکیں زمین کے متعلق ارشاد ہوا ہے کہ اسے دو یوم میں بنایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے اجرام فلکی کی طرح دھواں دگیس کی حالت میں، غمی - اس کے بعد مائع حالت میں آئی - پھر ٹھوس میں تبدیل ہوئی۔ اس کے بعد پہاڑوں کی پیدائش کا ذکر فرما کر بیان فرمایا کہ یہ سب تمام چار دن میں مکمل ہوا۔ زمین ٹھوس ہو چکنے کے بعد گرم سے سرد حالت میں آئی اور ساتھ ہی پہاڑ پیدا کئے گئے اس طرح سے یہ دونوں حالتیں اس پر وارد ہوئیں۔ دو یوم پہلے اور دو بعد کے کل چار یوم میں زمین اس قابل ہو گئی کہ حضرت آدم کو اس پر بسایا جاسکے۔

پہاڑوں کی پیدائش کے متعلق ذکر ہوا ہے کہ ان میں اہل زمین کے لئے روزیاں مقرر کیں پہاڑوں کی سطح پر جنگلات لگتے ہیں۔ ان کے علاوہ ان میں سونا، چاندی، لوہا، تانبا، ابرق وغیرہ مختلف دھاتیں پائی جاتی ہیں، جہاں سے یہ دھاتیں دستیاب ہوتی ہیں، وہاں کارخانے جاری ہو جاتے ہیں جو ان لوگوں کی روزی کا موجب ہیں۔

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انسانوں اور تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ اس لیے آپ عبدیت کے انتہائی مقام پر ہیں جہاں دوسرا کوئی عبد نہیں پہنچ سکتا۔ دائرہ بشریت یا عبدیت میں اگر نقطے کے اس طرف عبد لکھ دیا جائے اور دوسری طرف کو دائرہ عرش الوہیت میں (دھڑ) ہے تو اس سے آپ کا اسم گرامی عبدہ نکل آتا ہے۔ یہ مقام آپ کے لیے مخصوص ہے۔ آپ کے اس مقام پر فائز ہونے کے بعد کوئی بشر یہ مقام حاصل نہیں کر سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اب کسی قسم کا دعویٰ نبوت درست نہیں، اور نہ کسی کو کسی قسم کی نبوت مل سکتی ہے۔

کان قاب قوسین او ادنیٰ معراج شریف کا ذکر ہے کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ عرش معلیٰ پر تشریف لے گئے۔ اس بات کو جاننے کے لیے یوں سمجھ لیجیے کہ دنیا میں انسانی ملاقات کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ سامنے سامنے۔ ایک شخص کا دوسرے کے سامنے آکر ملاقات کرنا

۲۔ مصافحہ۔ ایک دوسرے سے ہاتھ ملانا۔ اس صورت میں دونوں ایک مقام پر ملتے ہیں یا مٹس کرتے ہیں۔

۳۔ مخالفت۔ بغل گیر ہونا۔ اس صورت میں ایک شخص کے بازوؤں کی بنی ہوئی قوس دوسرے کی مٹس کے گرد حلقہ بناتی ہے۔ یعنی دونوں قوسیں ایک دوسرے کو قطع کر جاتی ہیں۔

اس طرح قوس الوہیت اور قوس عالم بشریت ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہیں۔

قوسین۔

۲۔ دونوں قوسیں ایک دوسرے سے مٹس کرتی ہیں یہ صورت ہاتھ ملانے کی صورت سے

مشابہ ہے۔ یہ صورت داعی ہے جس پر حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فائز ہیں۔ اسی

سبب سے آپ کا اسم گرامی عبد ہے: قاب قوسین

۳۔ ملاقات کی تیسری صورت بغل گیر ہونے سے مشابہ ہے۔ اس میں دو قوسیں ایک

دوسرے کو قطع کر گئی ہیں: اودائی کان قاب قوسین اودائی معراج شریف کی توضیح کے لیے

آیا ہے۔ دونوں قوسیں ایک دوسرے کو قطع کر جلنے سے عہدہ کا وہ مقام جو ان قوسوں

کے مقام اتصال پر تھا، عرش الوہیت کے بیچ میں چلا گیا ہے جو کہ جلال و کمال کے انتہائی

اتحاد سے عبارت ہے۔ یہ وہ ملاقات ہے جو انبیاء میں جسے کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔ اور یہ

مقام ہے جہاں حضرت جبریل مقرب فرشتہ ہونے کے باوجود بھی نہ پہنچ سکے۔

موسیٰ زہوش رفت بیک جلوہ صفات

تو عین ذات می نگری در تبتے

(عبدۃ الزہرا شمس طبع اول جولائی ۱۹۵۶ء ص ۲۹ تا ۳۰)





تعینات کے پردے اٹھا رہا ہے کوئی
 وفورِ جیشِ مسرت سے رنگ و بو بن کر
 بہ سوز و ساز و بہ اندازِ لحنِ داؤدی
 فضا میں برقِ سرِ طورِ قص فرما ہے
 شعورِ کثرتِ رنگِ جمال میں گم ہے
 زہے نصیب، خوشا ساعتِ شبِ معراج
 حضورِ سرورِ عالم نے یہ کیا محسوس
 کھلی جو آنکھ تو جبریلؑ کی سنی آواز
 نیازِ مند کے ہمراہ براقِ حاضر ہے!
 سحر کو سنبے یہ دیکھا کہ صحنِ مسجد میں
 شبِ وصال کے قصے سنا رہا ہے کوئی
 مستاعِ تابِ نظرِ آرزو رہا ہے کوئی
 قضائے عالمِ امکان پر چھا رہا ہے کوئی
 حریمِ قدس کے نغمے سنا رہا ہے کوئی
 جلو میں عالمِ انوار رہا ہے کوئی
 لگاؤ شوق پر بجلی گرا رہا ہے کوئی
 زمیں سے عرشِ معلّے پہ جا رہا ہے کوئی
 کہ خوابِ ناز سے جیسے بگا رہا ہے کوئی
 "حضور! عرشِ بریں پر پہلا رہا ہے کوئی
 چلیں کہ راہ میں آنکھیں بچھا رہا ہے کوئی
 شبِ وصال کے قصے سنا رہا ہے کوئی

ہر اکِ زباں پہ ہے صدّ قُتْ یا رسول اللہ

ترے وقار، ترے مرتبہ کا کیسا کہنا

جنابِ علیم اختر منظر نگری



وائل سراپا شب معراج محمدؐ
 شایان فدا فی شب معراج محمدؐ
 باندھا گیا معراج کے دولہا ہی کے سر پر
 گزری جو گل باغ رسالت کی سواری
 افلاک کی چوٹی پر نمودار ہوا تھا
 تھا میم کی صورت میں جو مابین ازل سے
 اک جانِ متنا کی تمنائی تھی واللہ
 اللہ بھی واحد ہے، محمدؐ بھی یکانہ
 جبریلؑ کو پیغام کا اعزازِ خصوصی
 یہ بات مسلم ہے زمانے کا زمانہ
 محبوب کی معراج کے صدقے میں خدا نے
 افلاک پر افلاک کی ہر راہ گزیرؐ
 حیرت کی نظر سے بشریت کے علو کو
 رہ کر پس پردہ بھی ہوا جلوہ جلوہ
 مزل وطلہ شب معراج محمدؐ
 ہے شانِ فاوچی شب معراج محمدؐ
 معراج کا سہرا شب معراج محمدؐ
 ہر راستہ مہکا شب معراج محمدؐ
 اک نور کا لہرا شب معراج محمدؐ
 وہ اٹھ گیا پردا شب معراج محمدؐ
 اک جانِ تمنا شب معراج محمدؐ
 یوں ہے شب یکتا شب معراج محمدؐ
 اللہ نے بخشا شب معراج محمدؐ
 اک موڑ پر ٹھہرا شب معراج محمدؐ
 دنیا کو نوازا شب معراج محمدؐ
 مینہ نور کا برسا شب معراج محمدؐ
 جبریلؑ نے دیکھا شب معراج محمدؐ
 اللہ تعالیٰ شب معراج محمدؐ

تعظیم محمدؐ کے لیے بن گئے قدسی
 عنوانِ ادب کا شب معراج محمدؐ

ادبِ سیمائی

معراج شہداء کا اللہ علیہ وسلم

شب معراج آئی، یقیناً لوگوں کو قرار آیا زبان شوق پر ذکر حبیبِ کریم گوار آیا
زمین و آسمان انوارِ رحمت سے منور ہیں فرازِ عرش پر بطحا کا ماہِ نور بار آیا
کہا جس کے لیے خالق نے سُبحَانَ اللہِ اُنہی فلک پر وہ براق چرخِ پیمبر کا سوار آیا
گزر کر ہر حدِ عالم سے پہنچا عرشِ اعظم پر کہ جیسے عکس تھا کوئی جو آئینے کے پار آیا
خدا سے آج محبوبِ خدا بننے کو آتا ہے وصالِ یار کا طالب ہے دیدارِ یار آیا
و نورِ نور سے چہرے تاروں کی چمک اٹھے مہرِ پر میں کو تھا مدتِ سخن کا انتظار آیا
ملانک تہنیت گویاں کھڑے ہیں روئے صفا سدائے جاگوں کی، عرب کا تاجدار آیا

اُترتی جا رہی ہے اک حلاوتی رگِ پے میں

ضیا کس کا مبارک نام لب پر بار بار آیا

ضیا محمد ضیا (پرو صلیع سیکوٹا)

لیلۃ الاسرا

دنیا میں جیس تو لاکھوں ہیں، تنویرِ مجسم کوئی نہیں
اے مہرِ رسالت، تیرے سوا، محبوبِ دو عالم کوئی نہیں

وہ منظر بھی عجب پر کیفیت تھا معراج کی شب کا

دیا پیغامِ جبریل امیں نے جب تمہیں رب کا
سواری کے لیے غلڈ بڑیں سے اک براق آیا
چلے جب تم، تمہارے سر پر رحمت کا ہوا سایہ
جلو میں تھے صفیں باندھے ہوئے شکر فرشتوں کے
نہ اٹھتے تھے مگر پاسِ ادب سے مرفرشتوں کے
حرمِ قدس میں تم کو بلایا رب باری نے
اٹھے پروے، جمال اپنا دکھایا رب باری نے

مہمان ہوئے اللہ کے تم، یہ جن دلشرب جانتے ہیں
خلوت میں کیا کیا باتیں ہوئیں، اس راز کا غم کوئی نہیں

شعیب احمد ندوت



شہنشاہ سریرِ قابِ توسین احمد مرسل
 وہ جسمِ پاک خود سرتاقم پیکرِ تنہا نورانی
 رجب کی بستی و غم بارہاں سالِ نبوت تھا
 حریمِ اُمّ ہانی نہیں حضور آرام فرماتے تھے
 وہ چشمِ زکریا تھی بند لیکن چشمِ دل واقعی
 ادب سے آگے جبریل امیں نے یہ گزارش کی
 سنی روح القدس سے جب طلبِ ہم حضور کی
 حرم سے چل کے اول مسجد اقصیٰ میں منزل کی
 براق برق پکیر لے چلا یوں ذاتِ انور کو
 حضور اس طرح گزے گنبدِ مدینائے گزوں سے
 ملائک اورِ سل صف بستہ استقبال کو آئے
 سرور ہر قدم پر ذوقِ نظارہ کی تسکین کو
 عرضِ ملکوت کا ہر گوشہ چھانا اور جہاں پہنچے
 براق و جبریل آخر کے سدرہ کی منزل پر
 یہاں سے لے چلیں پھر آپ کو موجیں تجلی کی

شبِ اسری میں جس کافر شہ رہ تھا کا رخ کیوانی
 تو پھر معراج میں کیا بختِ روحانی و جسمانی
 کہ بختِ خلوت ازلے ازل نے فخرِ مہمانی
 در دولت پہ قدسی و ملک تھے مجرور پانی
 سر ہانے طالع بیدار کرتا تھا مگس رانی
 کریں سرکارِ بنم نور تک تشریف اوزانی
 اٹھے اور دی براقِ پاک پر وادِ بیک رانی
 وہاں تک جلوہ کا وہ قدس تک جانے کی پھر ٹھانی
 فضا میں تیرے چائے جس طرح بجلی کی تابانی
 نظر جس طرح شیشے سے گزر جائے یہ آسانی
 اٹھا افلاک میں ہر سمت شورِ تہنیت خوانی
 حقائق کا تراکم تھا مناظر کی فراوانی
 نظر کے سامنے آئی گئیں آیاتِ ربانی
 کہ تھی یہ انتہائے سرحدِ اقلیم امکانی
 وہ رفرف ہو کر انوارِ ازل کا جوشِ فیضانی

سودا لامکان تک کی گیا صرف کہ اُس کو بھی
 کسی نے لے لیا خود بڑھ کے آغوشِ فحبت میں
 بلا غفلت سلام بارگاہِ بے نیازی کا
 یہاں بھی رحمتِ عالم نہ بھولے اپنی اُمت کو
 ملا اس فیض کے حدِ قے میں بہر اُمتِ عالمی
 بجز ذاتِ مظلّمہِ شریف کس کو ہوا حاصل
 کہا اس خلوتِ وحدت میں اذنِ گرم جولانی
 ہو ملکِ قدمِ خلوتِ سرے حسنِ امکانی
 نئی نے جب تحیاتِ ادب کی تذکر گزرائی
 ہوا ہر بندہِ صالح شریکِ لطفِ ربّانی
 نویدِ عفو، فرمانِ کرم، منشورِ عفو رانی
 بجز صدیقِ اکبر یہ حقیقت کس نے پہچانی

حضر، عاجز، نظریہ زباں کچ مج، بسیاں قاصر
 زمینِ نعت میں کیا دیکھے دادِ سخن دانی

○ ————— اقبال سہیل۔ اعظم گڑھی

آئی تھی پہلے، نہ آئے گی کبھی
 اللہ! اللہ! کیا مبارک رات تھی
 طائرِ سدرہ کے پتہ جلنے لگے
 آگے تو تھا یا خدا کی ذات تھی
 (اللہ صبا)



معراج، جسمانی یا روحانی

تحریر: ڈاکٹر حافظ محمد یونس

معراج شریف کی اس حدیث قرآنی میں اسما پر مرام سے مقبول ہیں جن میں معراج و اسراء کے واقعات پوری تفصیل سے بیان ہوئے ہیں، جہود کا عقیدہ یہی ہے کہ حضور پُر نور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حالت بیداری میں اپنے جسد مبارک کے ساتھ معراج ہوئی۔

قرآن مجید نے جس قدر اہتمام اور متاد و رخشاں عنوان سے اسراء کے واقعے کا ذکر فرمایا اور جس قدر ہٹ دھرمی سے مخالفین ان کے انکار اور جھٹلانے پر تیار ہو کر میدان میں اُگلے۔ اس بات کی دلیل ہے کہ واقعے کی نوعیت محض ایک عجیب و غریب سیر روحانی کی نہ تھی۔ روحانی سیر اور انکشافات کے رنگ میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جو دعویٰ تھے، یہ اسراء کا واقعہ کفار کے لیے ان سے بڑھ کر تعجب خیز اور حیرت انگیز نہ تھا کہ خاص طور پر اس کو قرید اور مسخر کا نشانہ بناتے اور لوگوں کو دعوت دیتے کہ آؤ، آج ایک اونیکی بات سنو۔ اور نہ ہی حضور کو اس واقعے کے اظہار پر اس قدر پریشان ہونے کی ضرورت تھی۔ جو بعض روایات میں ہے ”ثم اصبحت بمكة“ یا ”ثم اصبحت بمكة“ (پھر صبح کے وقت میں مکہ پہنچ گیا) اگر معراج محض کوئی روحانی کیفیت تھی تو آپ مکہ سے غائب ہی لب ہوئے تھے۔ اور منذ ابن اوس وغیرہ کی روایات کے موافق بعض صحابہ کا دیر یا قات کرنا کہ رات کے وقت آپ کی قیام گاہ پر تلاش کیا۔ حضور! آپ کہا تشریف لے گئے تھے؟ کیا معنی رکھتا ہے۔ آیت میں جو لفظ ”اسرا“ بعد ”ہ“ (راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا) ہے تو عبد کا اطلاق روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ”انما اقام عبد اللہ یذبحہ کاد وایکون علیہ لبدا (الحج: ۱۰) یعنی جب اللہ کا بندہ نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو لوگ اس پر ٹھٹھا کرتے ہیں۔ یہاں جسد سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور کفار جب مذاق اڑاتے تھے تو آپ کی روح ہی صرف نہیں ہوتی تھی بلکہ روح اور جسم دونوں

ہوتے تھے ایسے ہی ”اسراء“ کے معنی رات کو چلنا ہے۔

قرآن مجید میں ہے ”فاسر باهلك بقطع من الليل“ (ہود : ۸۱) یعنی اے لوط! رات کے کسی حصے میں اپنے لوگوں کو ساتھ لے کر نکل جا۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ لوگوں کی روجوں کو لے کر نکل جا، اور جسم یہاں ہی دھڑکے رہیں، بلکہ جسم اور روح دونوں کو ساتھ لے کر جانا مراد ہے اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں ہے ”واوحینا الیٰ موسیٰ ان اسن بعبادی انکم متبعون“ (شعرا : ۵۲) یعنی اور ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ رات کو میرے بندوں کو لے نکلے۔ بے شک تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔ اس آیت میں بھی زندہ انسانوں کو حالت بیداری میں ساتھ لے جانا مراد ہے نہ کہ روحانی اور نہ خواب اور کشف میں۔

باقی لفظ ”رؤیا“ جو قرآن مجید میں آیا ہے اور کئی لوگ اس سے خوب مراد لیتے ہیں، اس کے متعلق ابن عباسؓ فرما چکے ہیں۔ ”ہی رؤیا عین ادیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسریٰ بہ“ (بخاری جلد دوم - ص ۸۶/۴ ترمذی) یعنی رؤیا سے آنکھوں کا دکھاوا مراد ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات دکھایا تھا (یعنی ایسی رؤیا جس سے آنکھیں غافل نہیں ہوتیں، بیدار ہوتی ہیں۔ جو کچھ دکھایا جاتا ہے، وہ ایسا ہوتا ہے۔ جیسا آنکھوں سے دیکھا جا رہا ہے۔

بلکہ ساتھ ہی خواب کی نفی بھی ابن عباسؓ کرتے ہیں کہ ”لا رؤیا منام“ (البدایہ والنہایہ ص ۱۱۳) یعنی اس دکھاوے سے مراد خواب دکھاوا نہیں۔ بلکہ کانت رؤیا من اللہ صادقۃ (ابن کثیر - ۵ - ص ۱۲۲) یعنی معراج اللہ کی طرف سے سچا دکھاوا تھا۔

لفظ رؤیا سے یہ مراد نہیں ہے کہ یہ روحانی معاملہ تھا بلکہ اگر عربی لغات اور محاورات کو مد نظر رکھا جائے تو یہ لفظ جماعی معراج کو ثابت کرتا ہے۔ رؤیا کا لفظ کبھی کبھی دیکھنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ لہذا اگر اس سے مراد یہی اسراء کا واقعہ ہے تو مطلق نظارہ کے معنی لیے جائیں جو ظاہری آنکھوں سے ہوا۔

مجمہور علماء کا قول ہے کہ آپؐ نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا جب آپؐ سے دریافت کیا گیا کہ آپؐ نے اپنے پروردگار کو دیکھا تو آپؐ نے فرمایا رأیت ربی عز وجل یعنی میں نے اپنے رب کو

وجلل والے رب کو دیکھا۔ (خصائص کبریٰ جلد اول ص ۱۶۱۔ مسند احمد بسند صحیح عن ابن عباسؓ)
طبرانی نے حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت
النور الاعظم فاوحی اللہ الی ما شاء۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے نور
اعظم یعنی نور الہی کو دیکھا، پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی جو چاہی۔ یعنی مجھ سے بلا واسطہ کلام
فرمایا۔ (تفسیر درمنثور۔ جلد ششم۔ ص ۱۲۳)

ابن جریر نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم رأیت ربی عزوجل باحسن صورة الی ان قال ما کذب الفواحد ما رآح
مجعل نور لبصری فی فؤادی فنظمت الیه بقوادی (درمنثور۔ جلد ششم ص ۱۲۷)
ابن عباس کی اس مرفوع روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شب معراج میں آپؐ کو رویت بصری
اور روایت قلبی دونوں حاصل ہوئیں۔ حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے نور بصر کو نور بصیرت
میں ایسا مدغم فرمایا کہ آپؐ کی رویت بصری اور رویت قلبی میں کوئی فرق نہ رہا (سیرۃ المصطفیٰ از
مولانا محمد ادریس کاندھلوی۔ جلد اول ص ۲۸۱)

حافظ تورشٹی المعتمد فی المعتقدین لکھتے ہیں کہ ”رویت قلبی یعنی دل کے دیکھنے سے محض علم
اور معرفت مراد نہیں، اس لیے کہ یہ بات تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے حاصل تھی بلکہ
مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں اس قسم کی رویت پیدا فرمائی کہ
جس طرح کی روایت سر کی آنکھوں کو حاصل ہے یا مراد یہ ہے کہ آنکھ دل کی معاونت سے اور دل چشم کی
رفاقت سے دولت دیدار سے مشرف ہوا۔ دیدار کے وقت دل آنکھ کے ساتھ تھا اور آنکھ دل کے ساتھ
تھی، ایک دوسرے سے جدا نہ تھے“ (ص ۲۸۲)

حقیقت یہ ہے کہ معراج اور اسراء کا واقعہ بیداری کی حالت میں جسم اطہر کے ساتھ ہوا ہے،
البتہ اس سے قبل خواب میں بھی واقعات دکھا دیے گئے ہوں تو انکاری کی ضرورت نہیں۔

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمانوں پر معراج کے لیے کیوں
گئے اور عرش پر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا کیا مطلب۔ اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ خدا کسی خاص
مقام پر موجود ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں: اللہ نور السموات والارض (النور: ۳۵)

یعنی اللہ کا نور آسمانوں اور زمین میں ہے۔ دوسری جگہ ہے۔ فاینها لؤلؤاخشع وجہ اللہ (البقرہ: ۱۱۵) یعنی تم جس طرف منہ کرو، وہاں ہی اللہ متوجہ ہے۔

پہلی بات تو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ الرحمن علی العرش استوی (خط: ۴) یعنی رحمن عرش پر جلوہ افروز ہوا۔ یہ الگ بات ہے کہ جیسا اس کی شان کے لائق ہے، وہی ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ الیہ یصعد الکمل والطیب والعمل الصالح (الفاطر: ۱۰) یعنی اس کی طرف پاکیزہ کلام چڑھتا ہے اور نیک کام اس کو اٹھا لیتا ہے۔

پاکیزہ کلام سے مراد ذکر اللہ و عاتیں، تلاوت قرآن، علم و فصاحت کی باتیں وغیرہ یہ سب چیزیں بارگاہ رب العزت کی طرف چڑھتی ہیں اور قبولیت و توجہ کا درجہ حاصل کرتی ہیں۔

ذکر اللہ وغیرہ کا ذاتی تقاضا ہے اور چڑھنا۔ اس کے ساتھ دوسرے اعمال صالحہ ہوں تو وہ اس کو سہارا دے کر اور زیادہ بلند کرتے رہتے ہیں اور یہ مطلب بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اعلیٰ صالح کو بلند کرتا اور قبولیت کی معراج پر پہنچاتا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خطاب کر کے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنِّیْ مَوْفِیْکَ وَرَافِعُکَ اِلٰی (آل عمران: ۵۵) یعنی میں تجھ کو اُٹھائوں گا، دوسری جگہ ہے۔ وَمَا قُلُوْهُ یٰقِیْنٰ اِنِّیْ رَفَعُہُ اللّٰہُ الْاَسْفَلَ اِلَی الْاَسْفَلِ (النساء: ۸۰) یعنی اور بیشک اس (عیسیٰ) کو متزل نہیں کیا گیا بلکہ اس کو اللہ نے اپنی طرف اُٹھالیا۔

حق یہی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ہر گز مقتول نہیں ہوئے بلکہ اللہ نے اس کو آسمان پر اُٹھا لیا۔ اور یہود و مشرکین میں ڈال دیا۔ کیا ان آیات سے لازم نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ کسی مخصوص مقام میں ہے۔ جو تجلی بات یہ ہے کہ قرآن مجید نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام مکہ سے مسجد اقصیٰ تک لے جانا ذکر کیا ہے۔ اس سے یہ ثابت تو نہیں ہوتا کہ مسجد اقصیٰ اللہ تعالیٰ کا رہائشی مکان ہے۔

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایک رات میں اتنی بی زمین و آسمان کی مسافت کیسے طے ہو گئی۔ یا کہ تار اور زمرہ میں سے کیسے گزرے ہوں گے فیراہیل یورپ کے خیال کے مطابق جبکہ

آسمانوں کا وجود ہی نہیں تو ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر اور دوسرے سے تیسرے پر لگاتار اس شان سے تشریف لے جانا کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے لیکن آج تک کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کی جاسکی کہ آسمانوں کا وجود نہیں ہے۔

رہا ایک رات میں اتنا طویل سفر طے کرنا، تو تمام حکماء تسلیم کرتے ہیں کہ سرعت حرکت کے لیے کوئی حد نہیں ہے۔ اب سے سو برس قبل تو کسی کو یہ یقین نہیں آسکتا تھا کہ تین سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والی موٹر تیار ہو جائے گی یا تیس ہزار فٹ کی بلندی تک ہوائی جہاز کے ذریعے پرواز کر سکیں گے ایٹم اور بجلی کے کرشمے کس نے دیکھے تھے کہ نہ تو آج کل ایک لفظ بے معنی ہے۔ البتہ بلند پروازی کے وقت سخت ٹھنڈک کا مقابلہ کرنے کے لیے طیاروں میں آلات لگا دیے گئے ہیں جو اٹھنے والوں کی انجماد سے حفاظت کرتے ہیں۔

اب تو امریکہ کا دعویٰ ہے کہ ہم چاند تک پہنچ جاسکتے ہیں۔ یہ دعویٰ ہی نہیں، بلکہ ہزاروں لاکھوں آدمی ٹیلی ویژن پر انہیں چاند پر ٹھنڈے گاڑتے ہوئے دیکھ چکے ہیں۔

یہ تو مخلوق کی بنائی ہوئی مشینوں کا حال تھا، اللہ کی بلا واسطہ پیدا کی ہوئی مشینوں کو دیکھتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ زمین یا سورج جو بیس گھنٹوں میں کتنا فاصلہ طے کرتے ہیں۔ روشنی کی شعاع ایک منٹ میں کہاں سے کہاں پہنچتی ہے۔ بادل کی بجلی مشرق میں جھپکتی اور مغرب میں گرتی ہے اور اس تیزی میں پہاڑ بھی آجائے تو پرکارہ کے برابر حقیقت نہیں سمجھتی جس خدا نے یہ چیزیں پیدا کیں وہ قادر مطلق اپنے جہیب کے براق میں ایسی برق رفتاری کی کہیں اور حفاظت و آسائش کے سامان نہ رکھ سکتا تھا جس سے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بڑی راحت اور تکریم کے ساتھ چشم زدن میں ایک مقام سے دوسرے مقام کو منتقل ہو سکیں۔ شاید اسی لیے معراج کے واقعے کا بیان لفظ ”سبحان“ سے شروع فرمایا تاکہ جو لوگ کوتاہ نظری اور تنگ خیالی سے حق تعالیٰ کی لامحدود قوت کو اپنے وہم و اندازہ کی چار دیواری میں محصور کرنا چاہتے ہیں، کچھ اپنی گستاخیوں اور عقل کی عیاریوں پر شرمائیں۔



دل سے سب دُور ہوئے رنج دالم آج کی رات
 کیونکہ محبوب پہ ہے لطف و کرم آج کی رات
 کرسی دلوح و قلم دیکھ کے شانِ حضرت
 بہرِ تسلیم ہوئے جاتے ہیں خم آج کی رات
 باادب ایک کے بعد ایک جو بڑھتا ہے ملک
 فخر سے چومتا ہے شہ کے قدم آج کی رات
 کس سے ہو سکتی ہے مداحی محبوبِ خدا
 جہذا مرتبہ و جاہ و حشم آج کی رات
 منعکس ہوتے ہیں جس جا پہ نشانِ سرکار
 کیا ضیاء دیتے ہیں وہ نقشِ قدم آج کی رات
 خلوتِ خاص میں جس وقت ہوئے راز و نیاز
 تھے فقط پیشِ نظر شاہ کے ہم آج کی رات
 جس جگہ پہ نہ ہو جبریلؑ کو جانے کی مجال
 اُس جگہ میں شہِ والا کے قدم آج کی رات
 آج جبریلؑ ہیں پلکوں کو بچھپائے دیتے
 جاتے ہیں عرش پہ جو شاہِ اُمم آج کی رات
 آپ کے در پہ رضا آیا سوا لی بن کر
 اس کو بھی شاد کرد بہرِ کرم آج کی رات
 رضا امر و ہوی (بھارت)

لیلۃ الاسرا

منظر مرتبہ و شان ہے معراج کی رات
 حق کے دیدار کا سامان ہے معراج کی رات
 شاد ایک ایک مسلمان ہے معراج کی رات
 سب پہ اللہ کا احسان ہے معراج کی رات
 یوں تو ہے آپ کی سیرت کا ہر عنوان جیس
 مگر اک خاص ہی عنوان ہے معراج کی رات
 فرش سے عرشِ بیدیں پر شہِ بطحا پہنچے
 مرے سرکار کی گیشان ہے معراج کی رات
 قدمِ پاکِ نبی عرشِ بیدیں کی زینت
 ہر ملک ششدر و حیران ہے معراج کی رات
 از زمیں تا بہ فلک آج ملک صاف بستہ
 اللہ اللہ یہ سامان ہے معراج کی رات
 آپ کی شان سے حیرت میں ہیں دو نور عالم
 ہر جہاں دیدہ حیران ہے معراج کی رات
 پوچھتی پھرتی ہیں حواریں متحیر ہو کر
 کون اللہ کا مہمان ہے معراج کی رات
 کیوں نہ اس رات پہ قربان ہو جنت کا نکھار
 شاہدِ عظمتِ انسان ہے معراج کی رات
 حکیم ابراہیمؑ مالِ ماہر و دہوی (حکیم نابینا)



اہل فردوس ہیں مسب نعمہ سرا آج کی رات
 ساوِ ہستی کو ملا سوزِ بہت آج کی رات
 نورِ افزا ہے ددِ عالم کی فضا آج کی رات
 عید کے دن سے جیس ہے بخدا آج کی رات
 کر دیا دین، محمدؐ پہ خدا نے کامل
 سلسلہ ختمِ نبوت کا ہوا آج کی رات
 تابشِ نورِ حقیقت کی دکھانے کے لیے
 اپنے محبوب کا طالب ہے خدا آج کی رات
 عکسِ افکن ہے محمدؐ پہ جمالِ یزداں
 نور پہ نور کو دیکھا ہے خدا آج کی رات
 آپ پر دے میں چلے آئے، پردہ کیا ہے
 عرش کے پردے سے آتی ہے خدا آج کی رات
 قربتِ دوست ہے خلاقِ جہاں کو منظور
 قابِ قوسین کا ہے شورِ ہوا آج کی رات
 اللہ اللہ وہ سلطانِ مدینہ کا جمال
 جس کا نظارہ ہے مقبول خدا آج کی رات
 ہر گنہگار کی بخشش کا نبی سے طالق
 داویدِ حشر نے اقرار کیا آج کی رات
 طالقے ہمدانی



عجب نقشہ دکھایا جا رہا ہے کہ عالم کو سجایا جا رہا ہے
 احد احمد یہ چھایا جا رہا ہے حجابِ میم اٹھایا جا رہا ہے
 بنے کو پھر بنایا جا رہا ہے

ملکِ بدرہ کے در پہ ہیں سلامی ہے محوِ خواب وہ ذاتِ گرامی
 لگا کر پا سے آنکھیں ہیں کلامی "قَمِّ قَمِّ قَمِّ" یا جیسی کم تنامی
 ادب سے یوں جگایا جا رہا ہے

دکھائی تھی بشر کی شان و شوکت فرشتوں میں بھی کی قائمِ امامت
 بنی نعلین تاجِ عرشِ رفت بڑھائی تھی شبِ اسرا کی عظمت
 اسی باعث بلایا جا رہا ہے

حجابِ قدس میں اللہ اکبر محبِ محبوب، بندہ بندہ پرور
 یہاں ہیں اہلِ عقل و ہوشِ شہدِ مقابلِ آنے کے آئندہ مگر
 بہر صورت خود آیا جا رہا ہے

سراج اب تک نہ تو یہ مجید جاتا بنی معراج بخشش کا یہانہ
 ہے کیا اس جانے آنے کا ٹھکانا کہ جانا نفی اور اثبات آنا
 یہ اک نکتہ بتایا جا رہا ہے

سراجِ آصفیٰ

شبِ معراج

نبی تو سارے میانِ اقصیٰ مثالِ انجم دیک رہے ہیں
 حضورِ نبیوں کی انجمن میں سراج بن کر چمک رہے ہیں
 زمانہ ساکت، فضا معنبر، خوشی میں رقصاں ہے آج صرصر
 زمیں پہ معراجِ مصطفیٰ کی خوشی میں سبزے لہک رہے ہیں
 کھلے ہیں قصرِ دُنا کے گلشن، نجومِ شمس و قمر ہیں روشن
 جبینِ حور و ملائکہ سے خوشی کے غنر جھلک رہے ہیں
 امامِ اقصیٰ سوارِ رفعت چلے ہیں سدرہ سے عرشِ اعظم
 جہاں سے روح الامیں بھی آگے قدم بڑھاتے جھپک رہے ہیں
 یہ عظمت و شانِ مصطفائی، یہ فضل و انعامِ کبریائی
 کہ قدسیانِ مقرر ہیں بھی و فوجِ حیرت سے تک رہے ہیں
 فلک پہ رقصاں ہیں حور و غلماں، زمیں پہ شاداں ہیں جن و انس
 گردِ وہابلیس کے دلوں میں حسد کے شعلے بھڑک رہے ہیں
 یہ بھینی بھینی ہوا کے جھونکے، دماغِ انساں ہیں مہکے مہکے
 کھلے ہیں مُشکِ ختن کے نافے کہ اُن کے گیسو مہک رہے ہیں
 ہے کتنی پُر نوران کی محفل کہ زیبِ مند ہیں بدرِ کامل
 صحابہ یوں جلوہ گر ہیں جیسے زمیں پہ تارے دیک رہے ہیں
 تمہیں یہ کیا منحصر سکندر کہ تم سے افضل اور تم سے بہتر
 حضور کے گلشنِ شامیں ہزاروں بلبل چہل رہے ہیں
 سکندرِ لکھنوی (کراچی)



کیا کہیے کسے علم کہ ہے کیا شبِ معراج
 گم جلوہ رب میں ہے کماندِ عرب آج
 خالق ہے جو بے جسم تو بے سایہ محمد
 تھا حسنِ ازل جذبِ جمالِ نبوی میں
 مانند دعا پہنچے، بہ شکلِ اثر آئے
 نقشِ قدمِ سرورِ دینِ لطفِ خدا سے
 سب ہے یہ رئیسِ اُس مدنی چاندِ کا صدقہ
 ہے معجزہ صاحبِ بطی شبِ معراج
 دو قوس ہوئے نور کے یکا شبِ معراج
 جلوے سے ملا خویہ جلوہ شبِ معراج
 خود حسنِ ہوا حسنِ پیدائشِ معراج
 سرکارِ دنا فتنہ دلِ شبِ معراج
 دے آتے شرفِ عرش کو کیا کیا شبِ معراج
 کو نین میں بٹتا ہے جو صدقہ شبِ معراج

کیا سمجھے راز کوئی معراجِ مصطفیٰ کے
 ہیں سرورِ دو عالم سردارِ انبیاء کے
 سینا پہ پا برہنہ موسیٰ گئے بلاتے
 روشن ہیں فرشِ و عرشِ کون مکانِ اینک
 پہنچے حضور آگے جب عرش کی حدوں سے
 ہیں خلوتِ دنیا میں مہمانِ وہ خدا کے
 اللہ درے یہ رُتبے محبوبِ کبریا کے
 ہیں عرش کی جبینِ پر داغِ ان کے نقشِ پاک کے
 جلوے کہاں کہاں ہیں انوارِ مصطفیٰ کے
 پر دے اٹھے ہوئے ہیں قوسین اور دنا کے

نعتِ حبیبِ حق ہے حصہ رئیسِ اپنا
 اپنی زباں میں سارے انداز ہیں فیض کے

رئیس بدایونی ضیائی (اسلام آباد)



اے سرورِ کونِ لاکِ لَمَّا، سید و سر تاج
یہ کُرسیِ قوسینِ مبارک ہو تجھے آج
اے صلی علیٰ، کون و مکان پر یہ ترا راج — اے صاحبِ معراج

سرکارِ یہ سلطانیِ ثقلینِ مبارک
یہ مرتبہ و مسندِ کونینِ مبارک
حاضر ہیں سلمیٰ کو فرشتوں کی یہ افواج — اے صاحبِ معراج

کب روک کے نور کی یلغارِ شبِ تار
کیا چادرِ افلاک، یہ کیا بھاپ کی دیوار
اک نور کا دریا ہے کہ تا عرش ہے موج — اے صاحبِ معراج

ہے آج زمیں سُوئے فلک مائل پر دواز
سرکار نے روکا تو یہ بولی وہ بصد ناز
پاؤں کو تہے چوم لیا، ہو گئی معراج — اے صاحبِ معراج

جعفر طاہر

معراج کیسے؟

تحریر: انعامیات الرحمن انجم

اگر حضور دن کے اُجالے میں، سب کے سامنے معراج کے لیے تشریف لے جاتے تو لوگوں کے لیے اس واقعہ کو ماننا کچھ مشکل نہ ہوتا۔ بلکہ دن کی روشنی میں آپ کو سفرِ معراج پر روانہ ہوتے دیکھ کر، ہر دیکھنے والا شخص آپ کے معراج کا گواہ بن جاتا۔ لیکن رات کی تاریکی میں آپ کو لے جانے میں خدا کی حکمت و مرضی یہ تھی کہ دیکھا اور پرکھا جائے کہ کون ہے راسخ العلم اور صادق الایمان شخص جو صرف حضور کے فرما دینے سے بن دیکھے ہی اس واقعہ معراج پر ایمان لے آتا ہے۔ چنانچہ حضور کے معراج سے واپس آنے پر یہ فیصلہ ہو کر رہا کہ خوش قسمت کون ہے اور بد قسمت کون؟ پھر چشمِ گم دوں نے یہ دیکھا کہ جس طرح حضرت ابوبکرؓ نے حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانے میں پہل کی اسی طرح، حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت خاتم الانبیاء کے معراج پر مہرِ تصدیق ثبت کرنے میں سبقت کی۔

گویا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ذات، حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ کی نبوت اور معراج پر سب سے پہلی، سب سے سچی، سب سے بڑی اور سب سے محکم و اکمل دلیل ہے۔ لفظ ”براق“ برقِ مہشتی ہے جس کے معنی یہ ہیں۔ بجلی۔ اب ظاہر بات ہے کہ جس رفتار سے بجلی چلتی ہے، براق بھی اسی رفتار سے چلا ہوگا۔

ماہرین بتاتے ہیں کہ (مصنوعی) بجلی کی رفتار، تقریباً ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے مگر آسمانی بجلی کی رفتار اس مصنوعی بجلی کی رفتار سے کہیں زیادہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکا ہے۔ اسی سے قیاس کیا جاسکتا

ہے کہ جس براق (بجلی) پر جناب رسالت مآبؐ کو سوار کر کے سیر کرائی گئی، اس کی رفتار کا اندازہ کیا ہو سکتا ہے۔ البتہ بزرگوں نے اس براق کی رفتار کی مجمل طور پر حد کچھ اس طرح متعین کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں، براق کی تیز رفتاری کا عالم یہ تھا کہ نگاہ جہاں پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے، وہاں اس براق کا پہلا قدم پڑتا تھا۔ اس تیز گامی کے ساتھ حضورؐ اس سفر کو روانہ ہوتے۔

انبیائے کرام مسجد اقصیٰ میں حضورؐ کے ساتھ ملتے ہیں پھر آسمانوں میں ملتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے؟

جواب: مسجد اقصیٰ میں نماز کے بعد، جبرئیلؑ نے حضورؐ کو بتایا کہ آپؐ نے انبیاء کی امامت فرمائی ہے، کیونکہ تمام نبیؐ آپؐ کی پیشوائی اور استقبال کے لیے مسجد اقصیٰ میں جمع ہو گئے تھے جب یہ تقریب ختم ہو گئی اور آنحضرتؐ انبیاء کی امامت فرما چکے تو پھر سب نبیؐ اپنے اپنے مسکن کی طرف، اللہ کی قدرت اور اللہ کے حکم سے روانہ ہو گئے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے اگر کوئی بیرونی سربراہ مملکت پاکستان آئے، تو صدر پاکستان اس کے استقبال کے لیے کراچی کے ہوائی اڈے پر تشریف لے جاتے ہیں۔ رسمی استقبال کرنے اور رسمی کارروائیوں سے فراغت کے بعد، ایسا بھی ہوتا ہے کہ صدر مملکت اپنے صدر مقام، یعنی اسلام آباد واپس تشریف لے آتے ہیں۔ یہاں تک کہ معزز مہمان پاکستان کے مختلف شہروں اور مقاموں کی سیر کرنے کے بعد، جب اسلام آباد پہنچتا ہے، تو وہاں پر بھی صدر مملکت سے ملاقات ہوتی ہے۔

اسی طرح حضورؐ، جب مسجد اقصیٰ میں پہنچے، تو تمام انبیاءؐ آپؐ کے استقبال کے لیے وہاں موجود تھے جب یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی تو انبیاء علیہم السلام اپنے مقامات اور آسمانوں کی طرف واپس چلے گئے۔ اور جب حضورؐ ان کے مقررہ مقامات سے گزرے تو وہاں پر بھی ان کی ملاقات حضورؐ سے ہو گئی۔ اور وہاں پر تفصیلی تعارف، حضورؐ کے ساتھ ہوا۔ تیز یہ دکھا دیا گیا کہ فلاں نبیؐ کا مقام فلاں آسمان پر اور فلاں نبیؐ کا فلاں جگہ پر ہے۔

جس طرح کسی ملک کا وزیر جیل کا معائنہ کرے، تو یہ اس کی شان کے خلاف نہیں ہے بلکہ اس کے منصب کا تقاضا ہے کہ وہ اس محکمے اور شعبے کی خبر گیری کرے۔ پھر اس معائنے کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہوتا کہ وزیر کو جیل کی کسی کوٹھڑی میں سزا کے طور پر بند کر دیا گیا ہے بلکہ اس کا اصل مطلب یہ ہوتا ہے کہ وزیر کو جیل، جیل کے مسائل اور بندوں کی حالت سے آگاہ کیا جائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جسم اور روح کے ساتھ، بیداری کی حالت میں شرفِ معراج حاصل ہوا تھا۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ جب حضورؐ نے واپسی پر لوگوں کو معراج کی بابت بتایا ابو جہل اور بعض دیگر لوگوں نے اس کا انکار کیا۔

ابو جہل اور دیگر انکار کرنے والوں کا انکار، دلیل ہے کہ اس بات کی کہ حضورؐ نے مہمانیِ معراج ہی کا دعویٰ اور اعلان کیا تھا۔ اگر آپ خواب یا روحانی سیر کا دعویٰ کرتے تو کسی شخص اس کو نہ جھٹلاتا۔ کیونکہ خواب کے عالم میں کہاں سے کہاں کا پل بھریں سفر، نقل کے خلاف ہے اور نہ انکار کے قابل۔

اسی طرح، اگر حضورؐ نے یہ فرمایا ہوتا کہ میں نے خواب میں معراج کیا ہے یا مجھے روحانی معراج ہوا ہے تو نہ ابو جہل کو انکار کی ضرورت تھی اور نہ دیگر منکرین کو شک کی حاجت۔ ماضی اور انکار ہو تو صرف اس لیے کہ حضورؐ نے خواب یا روحانی معراج کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ جسم و روح کے ساتھ، بیداری کے عالم میں سفرِ معراج کا ذکر کیا تھا جس کو، تاہم، نہ کر ابو جہل اور اس کے ساتھیوں نے ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

یہ ساری بحث، یعنی ابو جہل اور بعض لوگوں کا انکار ہی سب سے بڑی دلیل ہے بات کی کہ حضورؐ نے جسم، روح اور بیداری کی حالت میں معراج کا اعلان کیا تھا۔ آپؐ کا یہ اعلان ناقابل تردید حقیقت ہے ہمارے اس عقیدے کی کہ حضورؐ کو جسمانی معراج ہوا تھا۔

معراج کے بارے میں قرآن مجید کے الفاظ یہ ہیں:
سُبْحَنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ کِیْلًا

مُسَبِّحِينَ الذِّكْرِ یعنی پاک ہے وہ ذات (خدا) ہر عیب، ہر نقص اور ہر احتیاج سے۔ وہ (خدا) بے عیب، تمام نقائص سے پاک اور طاقت و قدرت والا ہے۔ وہ کسی معاملے میں کسی کا محتاج نہیں۔ چونکہ عظیم الشان، بحر العقول اور فقیہ المثال واقعے بلکہ معجزے کا ذکر ہونے والا ہے، اس لیے سب سے پہلے خدا کی طاقت، اختیار، اس کی قدرت و حکمت اور علم برتت کا یقین دلایا گیا ہے تاکہ خدا کی شان اور طاقت و قدرت کو بیان کرنے کے بعد، جس واقعہ کا ذکر ہونے والا ہے، اس کے واقع ہونے میں کسی قسم کے شک اور شبہ کی گنجائش ہی نہ رہے۔ اسٹری میسر کرائی۔ آپ دنیا کی تمام دکھشیں لکھنا لیں۔ اسٹری کا مطلب اور معنی یہی برآمد ہو گا کہ ”جسم اور روح کے ساتھ حالت بیداری میں چلنے کو اسٹری کہتے ہیں“

قرآن حکیم میں یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت لوطؑ کو بستی سے نکلنے کا حکم ان الفاظ میں دید۔ فَا سْرِ بِأَهْلِكَ بِطُفْعِ الْوَيْلِ صَوْدًا۔ اپنے ماننے والوں کے ساتھ رات کے حقے میں بستی سے نکل جا، حضرت لوطؑ نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اور بستی سے نکل گئے۔ ایک موٹی عقل والا آدمی بھی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ یہ ہجرت خواب کی حالت میں تو ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ اس کا ترجمہ یہ کیا جائے کہ اے لوط! تو نکل جا خواب میں یا روحانی طور پر تو یہ بڑا مشکل ترجمہ بن جاتا ہے جو نشانے خداوندی اور تاریخی حقیقت کے بالکل الٹ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہجرت کا حکم ہوتا ہے تو ان الفاظ میں ”وَأَوْخِثْنَا إِلَىٰ مِصْرَ“ اِنْ شَرَّ عِبَادِي اِنْ كُفُّوا مَتَّبِعُونَ ؕ اَشْرَارٌ اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ اپنے پیروکاروں کے ساتھ راتوں رات نکل جا، چنانچہ حضرت موسیٰ اپنی قوم کے ہمراہ، فرعون کی بستی سے نکل گئے۔ ظاہر بات ہے کہ حضرت موسیٰ اور آپ کی قوم روحانی حیثیت سے یا خواب کی حالت میں اس بستی سے نہیں نکلے بلکہ جسم اور روح کے ساتھ بیداری کے عالم میں بستی سے نکلے ہیں۔

ان تمام تر قرآنی اور مستند تاریخی شواہد و واقعات کی موجودگی میں جو شخص اسرار کرے کہ اسرار کا معنی خواب میں میر کرنا یا روحانی طور پر چلنا ہے تو اس کے بارے میں اور کیا کہا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔ کہ اگر وہ بالکل جاہل نہیں تو کم از کم احمق ضرور ہے۔

بَعْدُ ۶۔ بعد کے معنی بندہ ہے جس کی تعریف یہ ہے کہ عجب (بندہ) کا اطلاق روح اور جسم دونوں پر کیسا ہوتا ہے۔ روح کے بغیر جسم اور جسم کے بغیر بندہ نہیں ہے۔ بندہ تو جسم و روح کے مجموعے کا نام ہے۔ بالفرض حضور کا معراج، روحانی یا خوابی ہوتا تو قرآن حکیم میں لفظ عجب کی بجائے روح یا رُؤیا کے لفظ استعمال ہوتے۔ زبانیں عطا کرنے والے اور بولیاں سکھانے والے اللہ علیم و خیر کے ہاں الفاظ کا قسط نہیں کہ وہ کسی واقعہ کے مناسب حال، الفاظ نہ لائے۔ چونکہ معراج، جسم اور روح کے ساتھ بیداری کی حالت میں ہوا تھا۔ اس لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے وہی الفاظ استعمال کئے جو اس واقعہ کے ساتھ پوری مناسبت رکھتے ہیں۔ ان الفاظ کا، اس واقعہ، معراج کے ظاہری اور باطنی مفہوم کے ساتھ پوری پوری مطابقت رکھنا بھی دلیل ہے اس بات کی کہ حضور کو جسم و روح کے ساتھ، بیداری کی حالت میں معراج کا شرف حاصل ہوا۔

آگ کا کیرا آگ ہی میں اور پانی کی مخلوقات پانی ہی میں زندہ رہتی ہیں۔ اس حقیقت کے ہوتے ہوئے یہ مفروضہ بالکل غلط ثابت ہوا کہ کوئی جاندار آتش میں اور سرد ترین کڑوں میں زندہ نہیں رہ سکتا۔

یہ بات بھی سامنے آچکی ہے کہ سفر معراج پر روانہ ہونے سے قبل حضور کا سینہ چیر کر اسے حکمت سے معمور کر دیا گیا۔ گویا شتی صدر اور اسے حکمت سے معمور کرنا، سفر معراج میں آنے والے کڑوں اور فضاؤں کو بحفاظت عبور کرنے کا سامان تھا جس طرح خلا و چاند کا سفر کرنے والے خلائی لباس پہن کر چاند پر جاتے ہیں۔ تو اس خاص لباس کی وجہ سے ان پر راستے کے شدید اور خطرناک قسم کے موسموں کا اثر نہیں ہوتا۔ اسی طرح حضور جب شتی صدر کے بعد اس سفر پر روانہ ہوئے تو

شق صدر کے بعد، آپ کے اندر اتنی تپش اور استعداد پیدا ہو چکی تھی کہ یہ پورا سفر طے کرنے کے باوجود راستے کے موسموں اور کڑوں کے شدید اثرات سے آپ کا جسم اظہر محفوظ رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سلامتی کے ساتھ ان تمام کڑوں کو طے کرتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں پہنچا پھر وہاں سے بحیرت اپنے مکان پر واپس تشریف لائے۔

دنیا کے بیشتر مذاہب فرشتوں پر اور ان کے وجود پر کسی نہ کسی صورت میں یقین رکھتے ہیں، اور یہ بات ان مذاہب میں مشترک و مسلم ہے کہ خدا کے فرشتے زمین پر اتر کر اللہ کے خاص بندوں کو اللہ کا پیغام دیتے اور پھر آسمانوں میں واپس چلے جاتے ہیں۔

جب ایک فرشتہ جو جاندار ہے، زمین پر اترتا اور پھر تمام کڑوں کو طے کرتا ہوا اپنے مقام پر بحفاظت واپس چلا جاتا ہے، تو حضرت محمد مصطفیٰ کے لیے کیا مشکل ہے کہ ان کڑوں کو بغیر تکلیف کے پار نہ کر لیں۔ اب تو انسانوں کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے راکٹ، سیارے اور خود انسان چاند پر پہنچ رہا ہے جب انسان اور اس کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے راکٹ اور سیارے چاند پر پہنچ سکتے ہیں تو اللہ کا ایک بندہ، بلکہ کائنات کا لب لباب اور مقصود، جناب محمد مصطفیٰ چاند سے بھی اُگے کیوں نہیں جاسکتے؟

ہم کب یہ کہتے ہیں کہ معراج پر حضور خود گئے؟ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ خود خالق کا اللہ تبارک و تعالیٰ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ کو لے گیا۔ قرآن پاک کے الفاظ کے مطابق:

سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا

پاک ہے وہ اللہ جس نے سیر کرانی اپنے بندے (حضرت محمد) کو رات کے تھوڑے سے جھٹے میں۔

یعنی لے جانے والا خدا اور جانے والے محمد مصطفیٰ۔ پھر کون کا فر، اس

آلے جانے میں شک کرے۔

حضورؐ، براق پر بیٹھ کر اس سفر کے لیے تشریف لے گئے تھے جو ”برق“ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ”بجلی“ یہ مصنوعی بجلی جو ہمارے استعمال میں آتی ہے اس کی رفتار کے بارے میں ماہرین یہ بتاتے ہیں کہ یہ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل کا سفر سیکنڈ میں طے کرتی ہے اور براق وہ بجلی ہے جو براہ راست خدا کے کنٹرول میں ہے اور اس کی رفتار کا صحیح اندازہ یہ تو خدا جانتا ہے یا مصطفیٰؐ جب مصنوعی بجلی کم و بیش دو لاکھ میل فی سیکنڈ کی رفتار سے چل سکتی ہے تو جس بے انتہا تیز رفتار بجلی کی سواری پر حضورؐ نے سفر معراج طے کیا، وہ رات کے تھوڑے سے حصے میں آفاقی سفر طے کر کے حضورؐ کو، حضورؐ کے مکان پر واپس نہیں بھیجا سکتی؟ باور کیا جاتا ہے کہ براق کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ نگاہ جس انتہا پر جا کر ختم ہو جاتی ہے، وہاں اس براق کا ایک ایک قدم پڑتا تھا۔ اگر اسباب کے ساتھ ایسی تیز رفتاری ممکن ہے تو مسبب الاسباب، خداوند قدوس کے امر و حکم سے چشم زدن میں، معراج کی شب ان تمام مقامات کا سفر کرنے کے بعد حضورؐ کا اپنے مقام پر واپس تشریف لے آنا، ممکن کیوں نہیں؟

بعض بزرگوں نے فرمایا کہ ”حضورؐ کائنات کی روح ہیں“ جس طرح جسم سے روح سے نکل جاتے تو جسم بے جان اور مردہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب حضورؐ معراج کی رات، کائنات کے جسم سے باہر آفاقی کائنات میں تشریف لے گئے تو گویا کائنات میں سے روح نکل گئی۔ اب جس طرح جسم سے روح نکل جاتے تو وہ بے حس و حرکت رہ جاتا ہے۔ نہ قدم اٹھا سکتا ہے اور نہ حرکت کر سکتا ہے۔ اسی طرح جب حضورؐ کائنات کے جسم سے باہر، کائناتِ آسمانی میں تشریف لے گئے تو کائنات میں سے روح نکل گئی۔ اور یہ ساری کائنات اور کائنات کی تمام چیزیں بے حس و حرکت رہ گئیں۔ نہ کائنات حرکت کرتی ہے اور نہ کائنات کی کوئی چیز۔ بلکہ جو چیز جہاں پر تھی، وہیں پر کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔ سورج جس نکتے پر

ہینچا تھا، اس کی گردن وہیں پر رک گئی۔ کیونکہ کائنات کی روح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کی حدوں سے باہر تشریف لے گئے تھے۔ چاند جس عروج پر تھا، وہیں پر ٹھہر گیا، کیونکہ کائنات کی روح، آقائے نامدار کائنات میں موجود نہ تھے۔ ہوا کا جھونکا، جہاں تک پہنچا تھا وہیں پر اٹک گیا۔ کیونکہ کائنات کی روح حضرت محمد مصطفیٰ جسم کائنات سے باہر نکل کر کسی اور کائنات میں تشریف لے چکے تھے۔ اگر پانی کی لہر، ساحل سمندر سے ٹکرانے کے لیے اٹھی تھی تو وہ جم کر وہیں رہ گئی، کیونکہ کائنات کی روح، حضرت محمد مصطفیٰ کائنات میں تشریف فرما نہ تھے۔ اگر کسی شخص نے سوتے میں اپنا سر کھانے کے لیے ہاتھ اٹھائے تو اس کا ہاتھ فضا ہی میں معلق رہ گیا۔ کیونکہ کائنات کی روح، جناب احمد مجتبیٰ، کائنات کی حدوں سے باہر تشریف لے چکے تھے۔

غرضیکہ جو چیز جہاں پر تھی، وہیں کی وہیں رہ گئی۔ ہر چیز کی حرکت اور گردن روک دی گئی۔ اب یا تو خدا جانتا ہے یا حضور جانتے ہیں کہ کتنا عرصہ اس کائنات سے باہر رہے۔ ہم نہ جانتے ہیں اور نہ اس کا اندازہ کر سکتے ہیں کیونکہ اندازہ تو وہ کر لے، جو زندہ ہو۔ جب ساری کائنات بے جان مڑے کی طرح بے حس و حرکت کر دی گئی ہو تو وقت کا اندازہ اور احساس کون کر سکتا ہے؟

ہاں! وہ طویل وقت، جس کا اندازہ ہمارے بس سے باہر ہے، اس کا احساس قرآن مجید نے ان الفاظ میں یوں کر دیا ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا

اے لوگو! جس وقت کا اندازہ اور احساس تم نہیں کر سکتے، اس کا اندازہ اور احساس ہم تمہیں یوں کرتے ہیں کہ تمہاری نگاہ میں یہ وقت، دسمتوں کے لحاظ سے لامتناہی کیوں نہ ہو۔ مگر ہمارے پیمانے کے مطابق، یہ فقط رات کا محو و اساقصہ تھا۔ جس میں ہم نے اپنے محبوب، حضرت محمد کو ان سارے مقامات کی سیر کرنے کے بعد ان کو ان کے مکان میں واپس بھیج دیا۔

الفصلہ! جب تک حضور کائنات سے باہر رہے، یہ دھرتی، یہ زمین، یہ کائنات بے حرکت پڑی رہی۔ اور جب حضور تمام مقامات کی سیر کرنے کے بعد کائنات میں واپس تشریف لے آئے۔ تو جس طرح، مردہ جسم میں روح ڈال دی جائے تو اس میں جان اور زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سے حضور کے واپس آنے سے اس کائنات اور کائنات کی ہر چیز میں جان اور زندگی پیدا ہو گئی۔ کائنات کی حرکت جہاں رکی تھی، وہاں سے حرکت دوبارہ شروع ہو گئی۔ سورج جس نکتے پر بڑکا تھا اُس نکتے سے اپنے سفر کا پھر آغاز کیا۔ چاند جس منزل پر ٹھہر گیا تھا، اُس منزل سے وہ پھر جانبِ سفر روانہ ہوا۔ ہوا کا جھولنا جہاں اٹکا تھا، وہاں سے اُس نے پھر چلنا شروع کیا۔ پانی کی موج جس مقام پر ٹنچ ہوئی تھی، وہاں سے پھل کمر پھر سے ساحل سمندر سے ٹکرائے کے لیے پرتولنے لگی۔ اگر کسی کا ہاتھ گردش کائنات کے ٹرنے کے ساتھ ہی تھم گیا تھا تو اس ہاتھ نے پھر سے حرکت میں آکر اپنا عمل اور کام شروع کر دیا۔ غرضیکہ مردہ کائنات میں پھر سے زندگی اور حرکت شروع ہو گئی۔ کیونکہ کائنات کی روح حضرت محمد مصطفیٰ کائنات کے جسم میں داخل ہو کر تشریف لے آئے تھے۔ پھر حضور کائنات کی گردش کو جس نکتے پر چھوڑ کر گئے تھے، جب آپ واپس تشریف لے آئے تو پوری کائنات نے اسی نکتے سے پھر حرکت شروع کر دی اور کائنات کی ہر چیز اپنے معمول پر آگئی۔

اس مثال کو یوں سمجھئے کہ جس طرح اگر وقت بنانے والی گھڑی کو چلنے سے روک دیا جائے تو جس ہند سے پر گھڑی کو کھڑا کیا جائے گا، گھڑی بال برابر اُگے نہیں چلے گی۔ جب تک کہ اسے چابی دے کر چالو نہ کیا جائے، خواہ ایک برس گزر جائے یا ایک ہزار سال۔ گھڑی تبھی چلے گی، جب اُسے چالو کیا جائے گا اور جب اسے چالو کیا جائے گا تو وہ اسی ہند سے چلے گی جہاں پر آپ نے اسے چھوڑا تھا۔

گویا چابی گھڑی کی روح ہے۔ جب تک آپ گھڑی کو چابی دیتے رہیں گے

گھڑی کی زندگی اور حرکت برقرار رہے گی اور وہ آپ کو وقت بتاتی رہے گی۔ جب گھڑی کو چابی دینا بند کر دی جائے گی تو گھڑی کی سوئیاں رُک جائیں گی۔ کیونکہ اس کی رُوح اس کے جسم میں موجود نہیں ہے۔ ٹھیک اسی طرح جب رُوح کائنات حضرت محمد رسول اللہ کائنات کی حدود سے باہر نکل گئے تو کائنات کی گردش بے چابی کی طرح رُک گئی اور جب آپ واپس کائنات میں تشریف لاکر کائنات کی حدود میں داخل ہو گئے تو جس طرح رُک رہی ہوئی گھڑی کو چابی دے کر چلایا جاتا ہے، اسی طرح کائنات کی گردش کو پھر سے حرکت دے کر رواں دواں کر دیا گیا۔ پھر جس طرح رُک رہی ہوئی گھڑی کو دوبارہ حرکت دینے سے اُسی ہند سے حرکت کرتی ہے جس ہند سے پر اس کی حرکت کو روک دیا گیا تھا، اسی طرح حضورؐ کے دوبارہ کائنات کی حدود میں داخل ہونے پر، کائنات کی حرکت و گردش کو پھر اسی نکتے سے جاری کر دیا گیا جس نکتے پر حضورؐ اس کو چھوڑ کر گئے تھے کیونکہ کائنات کی رُوح جناب رسالت مآبؐ کائنات میں تشریف لے آئے تھے

اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں بھیجے۔ ہر پیغمبر نے خدا کا پیغام خدا کے بندوں کو دیا۔ اچھے لوگوں کو جنت کی بشارت دی اور بُرے لوگوں کو جہنم کے عذاب سے ڈرایا۔ مگر کوئی پیغمبر ایسا نہ تھا جس نے اپنی آنکھوں جنت و جہنم کا مشاہدہ کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام پیغمبروں میں سے حضور خاتم النبیینؐ کو منتخب فرما کر معراج کی رات جنت، جہنم، آسمانی اور آفاقی نظام کا مشاہدہ کرا کے حجت تمام کر دی کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے اللہ کے یہ آخری پیغمبر، وہ پیغمبر ہیں جو جنت جہنم، جزا سزا کے علاوہ مالک، ارض و سما، اللہ تبارک و تعالیٰ کے وجوہ کے چشم دید گواہ ہیں۔ یعنی حضورؐ اپنی آنکھوں سے ان تمام چیزوں کو دیکھ چکے ہیں۔ اور یہ مشاہدہ اس لیے تھا کہ لوگوں کو پیغمبرِ خضر الزماںؐ کے ذریعے یقین دلایا جائے کہ جو اللہ نے وعدے کیے ہیں وہ مٹوس حقیقت اور یقیناً پورے ہونے والے ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

ترجمہ: اے نبی! تجھے ہم نے بھیجا گواہ بنا کر، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا۔
 عدالتوں میں اسی شخص کی گواہی معتبر ہے جو گواہ چشم دید ہو۔ حضورؐ کو اللہ نے "شاید"
 فرمایا۔ یعنی آپؐ وہ نبی ہیں جو اللہ کے انعامات، جزا، سزا، جنت و جہنم و خود باری تعالیٰ
 مختصر یہ کہ آپؐ خدا کی پوری خدائی کے چشم دید گواہ ہیں۔



محبوبِ حق جو عازمِ عرشِ علیؑ ہے آج
 شبنم ہے عطرِ بزمِ معطرِ فضا ہے آج
 معراج کی ہے شبِ درِ رحمت کھلا ہے آج
 عالمِ تمام ذکرِ نبیؐ کر رہا ہے آج
 وقتِ دُعا ہے بابِ اثر کھل گیا ہے آج
 وہ سید البشرؐ ہے بشیر و نذیر ہے
 دونوں جہاں کے سارے حجابات اٹھ گئے
 روزِ ازل سے عرش کو تھی جس کی آرزو
 فردسِ گوشِ اُس کا بہارِ آفریں کلام
 آؤ کہ ہم بھی اُس پہ کریں جان و دلِ نثار
 روحِ الامین جس کی ادا پر خدا ہے آج

دل میں بس اک امیدِ نگاہِ کرم لیے

بیدلِ حضورِ قلب سے خود دُعا ہے آج

بیدلِ فاروقی



پُرنشال کیوں نہ ہوں جبریلؑ امیں آج کی رات
 ہوں کے محبوبِ خدا عرشِ نشیں آج کی رات
 پائے تصدیق پہ تکذیب کا سرخسہ ہوگا!
 وسم کے رُخ کو پھرا دے گا یقین آج کی رات
 اللہ اللہ رے مہتابِ نبوت کا فروغ
 آسماں بن گئی بطحا کی زمیں آج کی رات
 بن گیا ماہِ میں نقشِ کفِ پائے رسولؐ!
 جھک گئی فرش پہ تاروں کی جبین آج کی رات
 مرحبا صلّٰ علی شانِ رسولؐ مدنی
 واصل رب ہیں سرِ عرشِ بریں آج کی رات
 ہر طرف صلّٰ علی صلّٰ علی کی ہے صدا!
 قلبِ کونین ہے معمورِ یقین آج کی رات
 اثر و فیضِ قدومِ شہِ جُند و کلّ سے
 ہو گئی خلدِ بریں، خلدِ بریں آج کی رات
 عالمِ قدس کا ہر ذرّہ ہے مائل بہ درود
 آگیا کون سرِ عرشِ بریں آج کی رات
 کیا کہوں اُمتِ عاصی کے مرا تب طرفہ!
 ذکر ہے اُس کا سرِ عرشِ بریں آج کی رات
 (طرّہ قریشی)



جلوہ حسنِ ملاقات تھی معراج کی رات مصدق لطفِ عنایات تھی معراج کی رات
مرکزِ رحمت و برکات تھی معراج کی رات منظرِ شانِ کمالات تھی معراج کی رات
اللہ اللہ عجیب رات تھی معراج کی رات

ریشکِ نورِ شید جو اس رات کو کہیے تو بجا نامِ ظلمت کا نہ کونین میں اُس رات ملا
اس طرف نورِ محمدؐ تھا، ادھر نورِ خدا جگمگا اٹھا تھا کونین کا ذرہ ذرہ
نور میں ڈوبی ہوئی رات تھی معراج کی رات

کچھ عجیب اہلِ فلک میں تھا مسرت کا سماں چشمِ براہ تھے فردوس میں حوروِ علماں
شوقِ پابوسی میں تھا عرشِ بریں قصِ کنل خود بخود پیرہہ اسرار تھا پیہمِ جنباں
یہ محبت کی کرامات تھی معراج کی رات

سدرۂ مک تو ہے جبریلِ امینؑ آپ کے ساتھ عرشِ پرہیزگے تو اللہ تھا اور آپ کی ذات
قابِ قوسین تو کہنے کے لئے تھی اک بات قرب وہ تھا کہ نہ تھی کشمکشِ ذاتِ صفات
کاشفِ جملہ حجابات تھی معراج کی رات

فرش سے عرش تک آئے گئے شاہِ والا آئے تو وقت وہی تھا، یہ عجیب معجزہ تھا
گرمِ بستر رہا، زنجیر کو ہلٹے پایا حق نے کونین کے اوقات کو روکے رکھا
برتر از وہم و قیاسات تھی معراج کی رات



گئے خلوت میں وہ عرشِ الہی کا اٹھا پردہ
 کہ دونوں طالب و مطلوب تھے دونوں میں کیا پردہ
 نیاز و ناز کے پردہ میں دیکھا یہ نیا پردہ
 شبِ اسرا احد میں اور احمد میں نہ تھا پردہ
 برائے نام تھا دونوں میں بس ایک میم کا پردہ
 گئے تو اور بھی لیکن نہ تا عرشِ بریں پہنچے
 حریمِ ناز میں بس رحمت اللعالمین پہنچے
 بشر کی تو حقیقت کیا ملائک بھی نہیں پہنچے
 غیبِ معراج جب وہ خاص پردے کے قریں پہنچے
 صدا پردے سے آتی تھی کہ آؤ ہو چکا پردہ
 کھڑے تھے غیر مقدم کو کہیں غلماں کہیں حواریں
 خبر تھی آمد آمد کی بہت بے چین تھیں حواریں
 جہاں میں منتظر تھیں دید کی خلوت نشیں حواریں
 درجنت پہ جب ٹھہرے نبی کہنے لگیں حواریں
 چلے بھی آؤ گھر والے ہو، گھر والوں سے کیا پردہ
 (تفیلین احمد) منور بدایونی



ساتی کچھ اپنے بارہ کشوں کی خبر بھی ہے ہم بے کسوں کے حال پر تجھ کو نظر بھی ہے
جوشِ عطش بھی، شدتِ سوزِ جگر بھی ہے کچھ تلخ کامیاں بھی ہیں کچھ دردِ سر بھی ہے
ایسا عطا ہو جامِ شرابِ ظہور کا
جس کے خمار میں بھی مزہ ہو سرور کا

فکرِ بلند سے ہو عیاں اقدارِ اوج چمکے ہزارِ خامہ ہر شاخِ اوج
ٹپکے گلِ کلام سے رنگِ بہارِ اوج ہو بات بات شانِ عروج، افتخارِ اوج
فکر و خیالِ نور کے سانچوں میں ڈھل چلیں
مضمونِ فرازِ عرش سے اُونچے نکل چلیں

اس شان، اس ادا سے شائےِ رسول ہو ہر شعرِ شاخِ گل ہو تو ہر لفظِ پھول ہو
حُضارِ پرِ سحابِ کرم کا نزول ہو سرکارِ میں یہ نذرِ محقر قبول ہو
ایسی تعلیموں سے ہو معراجِ کامیاں
سب حاملانِ عرشِ میں آج کا بیان

معراج کی یہ رات ہے، رحمت کی رات ہے فرحت کی آجِ تمام ہے، عشرت کی رات ہے
ہم تیرہ اختروں کی شفاعت کی رات ہے اعزازِ ماہِ طیب کی رویت کی رات ہے
پھیلا ہوا ہے سُرمۂ تسخیرِ چرخِ پر
یا زلفِ کھولے پھرتی ہیں حُوریں ادھر ادھر

دل سوختوں کے دل کا سویرا کہوں اسے پیرِ فلک کی آنکھ کا تارا کہوں اسے
دیکھوں جو چشمِ قیس سے لیلیٰ کہوں اسے اپنے اندھیرے گھر کا اُجلا کہوں اسے

یہ شب ہے، یا سوادِ وطن آشکار ہے

مشکیں غلافِ کعبہ پروردگار ہے

اس رات میں نہیں یہ اندھیرا اُجھکا ہوا کوئی عظیم پوشِ مراقب ہے یا خدا

مشکیں لباس یا کوئی محبوبِ دلربا یا آہوئے سیاہ چہرتے ہیں حجابِ

ابوِ سیاہ مست اٹھا حالِ وجد میں

لیٹانے بالِ کھولے ہیں صحرائے نجد میں

یہ رُت کچھ اور ہے، یہ ہوا ہی کچھ اور ہے اب کی بہارِ ہوشِ رُبا ہی کچھ اور ہے

رُوئے عروسِ گل میں صفا ہی کچھ اور ہے چُبھتی ہوئی دلوں میں اداسی کچھ اور ہے

گلشنِ کھلائے بادِ صبا نے نئے نئے

گاتے ہیں عندلیبِ ترانے نئے نئے

ہر سمت سے بہارِ نواخوانیوں میں ہے نیتانِ جودِ ربِ گہراقتانیوں میں ہے

چشمِ کلیمِ جلوے کے قربانیوں میں ہے غلِ آمدِ حضورِ کارِ دہانیوں میں ہے

اک دھوم ہے حدیب کو مہماں بلاتے ہیں

بہرِ براقِ غلدر کو جبریلؑ جاتے ہیں

سِلَّةُ الْمِعْرَاجِ

تحریر: سید زاہد رضوی

مِثْقَانِ الَّذِي فِي أَسْفَرِ عِلْقَيْنِهِ كَيْلُ مَنْ أَلْمَسَ حِدَ الْحَرَامِ إِلَى الْمُنْجِدِ الْأَقْصَى
الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ أَيْمَتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

محبوب رب العالمین، خاتم النبیین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی کچھ انبیاء سابقین علی نبینا و
علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے شرفِ حضوری و قرب سے نوازا تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو
زمین و آسمان کے اسرار کا مشاہدہ کرایا گیا تھا۔ وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ، اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر اپنی
تجلی ظاہر کی تھی، اور یہ اُن انبیاء علیہم السلام کی انتہائی معراج کمال تھی لیکن چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تمام انبیاء و رسل کے سردار اور اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب نبی ہیں اس لیے آپ کی خصوصی عظمت
منزلت کے پیش نظر آپ کی معراج کو بھی تمام انبیاء و رسل صلوات اللہ علیہم کے شرفِ قرب سے زیادہ
جہتم بالشان ہوتا تھا چنانچہ آپ کو جبہ عنصری کے ساتھ، ہفت سموات کی میر کرتے ہوئے حضور رب
العالمین میں اس مقام تک بلایا گیا جہاں انسان تو کیا فرشتوں کا بھی گز نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ سے انتہائی
قربِ خاص کا جو مجد و شرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا وہ کبھی بھی کسی کو حاصل نہیں ہو سکا۔

مژدہ طلب

سند نبوی میں رجب کی تالیسویں شب تھی شب کا نصف حصہ گزر چکا
تھا اور اس حصہ شب کے وہ مبارک لمحات گزر رہے تھے جب اللہ تعالیٰ
کی شانِ مغفرت و رحمت اپنی پوری کرم فرمائیوں کے ساتھ دنیا کے بسے والوں پر نزول فرماتی ہے اور
خلوق کو اپنے دامنِ رحمت میں ڈھانپنے کے لیے بے قرار ہوتی ہے، دلکشا اور راحتِ ذرات کی
فضا تمام عالم پر چھائی ہوئی تھی، آسمانوں کے اُن گنت چراغوں اور قندیلوں کی پُر اسرار روشنی کائنات

پر پہنچیلی ہوئی تھی، ملا علیؑ کی نورانی فضاؤں میں نامعلوم مسرتیں اور بے تاب تمنائیں رقص کر رہی تھیں
 اس حسین فضا میں اللہ کا سادہ و متع، طرہ دار حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نماز تہجد کے دوران
 میں جو کبھی کبھی استراحت فرما ہوتے تھے، آج بھی آپؐ اسی طرح آرام فرماتے کہ بارگاہِ قدس سے
 رُوح الامینؑ کو اپنے محبوب کے لیے مژدہ معراج ملا، جبریل امینؑ آئے اور اپنی آنکھوں کو حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم کے قد میں سے ملنے لگے، آپؐ خوابِ شیریں سے بیدار ہوئے تو جبریل امینؑ نے بہ تمام ادب
 عرض کیا: "إِنَّ اللَّهَ شَبَّادُكَ وَقَتَالِي يَقُولُ السَّلَامُ وَ يَقُولُ دُنِّي خَالِي مُشَاقُ إِلَيْكَ، اللَّهُ تَبَارَكَ
 وَقَتَالِي أَتَى كُتُبًا بِسَلَامٍ" اور فرماتا ہے کہ میرے پاس آؤ، میں تمہاری ملاقات کا مشتاق ہوں۔"

ملاقات کا پروگرام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو از حد مسرت ہوئی آپؐ نے وضو کیا اور شکر
 کے نوافل ادا کیے۔ ادا کرنے سے فراغت ہوئی تو جبریل امینؑ نے آپؐ کا سینہ مبارک چاک کیا۔
 قلب مبارک کو پاک و صاف کر کے اس ملاقات کی صلاحیت پیدا کی اور پھر اس کو اپنی جگہ رکھ کر سینہ
 مبارک کو صیغ و درست کر دیا۔ جب یہ ابتدائی لیکن اہم اور بنیادی تیاری ہو چکی۔ تو جبریل امینؑ
 نے مبارک یاد دیتے ہوئے عرض کیا۔ محبوب رب العالمینؑ! آج وہ مبارک و مسعود رات ہے، کہ
 خود رب العالمینؑ نے آپؐ کو یاد فرمایا ہے۔ اور آسمانوں اور زمینوں اور ان کی پوری کائنات کو حکم
 دیا ہے کہ وہ آپؐ کے استقبال و خیر مقدم کے لیے تیاریاں کریں۔ آپؐ کو یہ عزت و احترام و شرفِ باری
 اور انتہائی قرب و احدیث مبارک ہو جس کی تمام جلیل القدر انبیاء و مرسلؑ نے برسوں تمنا و آرزو کی،
 اس تمنا و آرزو میں مدتوں جنابِ باری میں الحاح و زاریاں کیں مگر یہ مقامِ رفیع کسی کو نہ ملا کہ اس
 خاص شرفِ حضوری سے آپؐ کو سرفراز فرمانا تھا، یہ حقیقت سن کر رحمۃً للعالَمین صلی اللہ علیہ وسلم بے حد
 مسرور و محفوظ ہوئے۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ آپؐ اُداس و افسردہ ہو گئے۔

آپؐ نے فرمایا: "جبریل امینؑ! یہ سب کچھ میرے لیے ہے لیکن میری
 گنہگار اُمت کا غم" اُمت کے لیے کیا ہے، آج انہیں کس کرم سے نوازا جائے گا؟

جبریل امینؑ کیا جواب دیتے۔ خاموش رہ کر بارگاہِ رب العالمینؑ میں محبوب رب العالمینؑ کا استفسار عرض
 کر دیا، اللہ عزوجل کی رحمت جوش ہی میں تھی، حکم ہوا، محبوبِ باغلیں کیوں ہو، تمہیں تمہارا پروگرام

اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے، امت عامی کے لیے یہ جہاں فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسرت و طمانیت کی کوئی حد نہ تھی، آپ براق پر سوار ہوئے، جبریل امین نے رکاب تعامی، اس اعزاز و شرف کے ساتھ آپ تشریف لے چلے تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک قوم کھیتی میں مشغول ہے، کھیتی کی نوعیت عجیب ہے، ارادہ زمین میں تخم دینے کی ہوتی اور دوسرے ہی لمحہ کھیتی لہلہانے لگی، آپ نے دریافت فرمایا تو جبریل امین نے عرض کیا یہ نیک لوگوں کے اعمال صالحہ کی مثال آپ کو دکھائی گئی ہے، جو نہی یہ قوم اعمال صالحہ کے تخم، آخرت کے کھیت میں ڈالتی ہے تو قبولیت و رحمت الہی کا پانی اُسے دم بھر میں لہلہاتی ہوئی کھیتی بنا دیتا ہے، جن کے پھل و پھول سے یہ قوم آخرت میں فائدہ اٹھائے گی۔ آپ آگے تشریف لے گئے تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک قوم ہے جنہیں زمین پر چت لٹایا گیا ہے اور پتھروں سے ان کے سر کچلے جاتے ہیں فوراً ہی ان کے سر صحیح ہو جاتے ہیں لیکن ان کو پھر اسی طرح کھل دیا جاتا ہے۔ آپ کے دریافت کرنے پر جبریل امین نے بتلایا کہ یہ قوم ہے جو نمازوں کے اوقات میں سوتے رہتے تھے اور وحی علی الصلوٰۃ کی صدائے حق کے باوجود ان کے سر نکلنے سے بدنام نہیں ہوتے تھے۔ آپ آگے تشریف لے گئے تو ایک قوم نظر آئی جن کی صرف شرمگاہ پر کچھ دھجیاں لپٹی ہوئی تھیں اور وہ گھاس، کاٹے، پتھر، انگارے سب کچھ کھا جاتے تھے مگر ان کو کبھی نہ ہوتی تھی، آپ کے دریافت کرنے پر جبریل امین نے عرض کیا کہ یہ لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے، چونکہ دنیا میں یہ لوگ وہ مال کھاتے تھے جو ان کے لیے جائز نہیں تھا اس لیے آخرت میں بھی ان کو وہی چیزیں کھلانی جباری ہیں جو انسان کی غذا نہیں ہیں، آگے بڑھ کر آپ نے بہت سے مردوں اور عورتوں کو دیکھا جن کے سامنے عمدہ کھانے رکھے ہوئے تھے اور کچھ فاصلہ پر کچا مردار، بدبودار گوشت بڑا تھا، ان مردوں اور عورتوں کو حکم ہوتا تھا کہ عمدہ کھانا کھاؤ اور مردار چھوڑ دو لیکن وہ اچھے کھانے کو چھوڑ کر مردار گوشت کی طرف لپکتے تھے۔ آپ نے حیرت کے ساتھ ان کو دیکھا تو جبریل امین نے بتلایا کہ یہ وہ عورت و مرد ہیں جو نکاح شدہ تھے ان کی اپنی بیویاں اور شوہر تھے جن کے متعلق انہیں حکم تھا کہ یہ ان سے مباشرت کریں، لیکن یہ ان کو چھوڑ کر زنا کاری کی طرف مائل ہوتے تھے۔ اسی کے قریب آپ کو ایک کنواں نظر آیا جو آگ سے بھرا ہوا تھا، آگ کی لپٹیں باہر نکلتی تو چلتے ہوئے ننگے مرد و عورت اس کنوئیں کے منہ پر آ جاتے اور پھر اسی کنوئیں میں گر جاتے، جبریل امین نے عرض کیا کہ یہ پہلی مثال ان آوارہ و عیاش مردوں اور عورتوں کے خیال کی تھی اور یہ کیفیت ان کے عذاب کی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم، اسی طرح کے سینکڑوں واقعات مشاہدہ کرتے ہوئے بیت المقدس تشریف لائے مسجد اقصیٰ میں پہنچ کر براق سے اترے، جہاں خیر مقدم کے لیے تمام انبیاء علیہم السلام موجود تھے یہاں آپ نے امامت فرمائی اور تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی، نماز ختم ہوئی تو جبریل امین نے عرض کیا، اس وقت آپ کی امامت و سیادت کی اقتداء میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی، جملہ رسل اور تمام ملائکہ موجود ہیں، فراغت نماز کے بعد اس مقدس سفر اور ملاقات اُحدیت پر جملہ انبیاء و رسل علیہم السلام اور تمام حاضرین نے آپ کو مبارک باد دی۔ اور آپ وہاں سے برق رفتاری کے ساتھ آسمانِ اول پر پہنچ گئے۔

جبریل امین ہم رکاب تھے، پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی
آسمانوں کی سیر جنہوں نے ان قابلِ عزت الفاظ سے آپ کا خیر مقدم کیا مرحبا بالاد
 بن الصالح والنبی الصالح، دوسرے آسمانوں پر حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہم السلام
 سے ملاقات ہوئی، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف اور چوتھے پر حضرت ادریسؑ، پانچویں پر حضرت
 ہارونؑ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
 سے ملاقات ہوئی، جو بیت المعمور کی دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ بیت المعمور آسمانی کعبہ ہے جس کی
 زیارت کے لیے ستر ہزار نئے فرشتے روزانہ آتے ہیں اور ایک مرتبہ زیارت کرنے کے بعد قیامت تک
 انہیں دوسری بار زیارت کرنے کا موقع نہ ملے گا،

دوسرے آسمانوں کے اور پیغمبروں کی طرح آپ کی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی ملاقات
 کرائی گئی اور انہیں پیغمبروں کی طرح حضرت ابراہیمؑ نے بھی آپ کو خوش آمدید کہا، بعد ازاں آپ نے
 بیت المعمور ملاحظہ فرمایا اور وہاں سے آپ سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بڑھے جو ایک عجیب و غریب درخت
 ہے جس کا ہم کوئی تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جبریل امین نے یہاں پہنچ کر عرض کیا، بس یہی میری منزل ہے۔
 اس کے بعد :-

اگر یک سرموئے برتر پر م

فسوخ تجلی بسوزد پر م

اس مقام پر براق بھی رہ گیا اور یہاں آپ کو رفرف پیش کیا گیا جو ایک زمر دین تخت تھا جس

کا نور سورج کے نور سے بدرجہا زیادہ تھا، اسی رفرف پر سوار ہو کر آپ عرشِ اعلیٰ پر پہنچے اور اللہ عزوجل کا اس قدر قرب حاصل ہوا کہ تَشْرَفَنِي فَتَدَلِّي فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی اور اتنے قرب کے بعد فَادَّحٰی اِلٰی عَبْدٍ مَّا اَوْحٰی۔ تفصیلاتِ ملاقات تو خدا اور رسول دونوں ہی نے پردہِ خفا میں رکھی ہیں اس لیے اس کے متعلق کیا کہا جاسکتا ہے۔ سوائے ان باتوں کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں۔ اور وہ تین چیزیں ہیں، سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں عنایت کی گئیں جن میں اسلام کے عقائد، ایمان کی تکمیل اور مسلمانوں کی مصیبتوں کے خاتمہ کی خوشخبری ہے۔ دوسرے پچاس وقت کی نمازیں شب و روز میں فرض کی گئیں، تیسرے آپؐ نے اُمتِ گنہگار کی سفارش کی تو خدا نے ارشاد فرمایا، میرے حبیب و خلیل! آپؐ کی امت مجھ سے نفرت کرتی ہے اور دوز بھاگتی ہے، میرے علاوہ وہ ہر چیز سے محبت کرتی ہے۔ اس کی طرف رغبت رکھتی ہے، آپؐ کی امت لوگوں کی شرم سے گناہوں سے باز رہتی ہے مگر صرف میری رضا و محبت میں وہ نہ کوئی نیک کام کرتی ہے اور نہ کسی گناہ سے محفوظ رہتی ہے، حالانکہ کیا میں سمیع و بصیر نہیں ہوں، اے نبی مکرم! میں آپؐ کی اُمت سے دودن کی اکٹھی عبادت نہیں مانگتا، لیکن آپؐ کی اُمت ساہا ساہا کی معاش مجھ سے ایک ہی دن میں طلب کرتی ہے۔ میں آپؐ کی اُمت کی روزی، ایک کی دوسرے کو نہیں دیتا، پھر وہ میری عبادت غیروں کو کیوں دیتے ہیں، میں آپؐ کی اُمت کا ضامن و محافظ ہوں لیکن وہ میری ضمانت و حفاظت پر اعتقاد رکھنے کی بجائے دوسروں کی چو کھٹوں پر مارے مارے پھرتے ہیں۔ کلامِ الہی کا یہ اِذْ اَنْزَلْنٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ صَلٰی اللہ علیہ وسلم بنجیدہ ہو گئے اور عرض کیا ”تو کیا یہ میری ساری امت جہنم میں بھیج دی جائے گی“ اللہ عزوجل نے نظیرِ رحمت سے دیکھا اور ارشاد دہوا ”نہیں، شرک کے علاوہ ہم ان کا ایک ایک گناہ بخش دیں گے“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے حد مسرور ہوئے اور پھر نہ جانے کیا حال گذرا، کیا معاملہ ہوا، کون جانے، یہاں تک کہ حبیبِ خدا رب العالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عرشِ اعلیٰ سے رخصت ہو کر ہندرتج چھٹے آسمان پر پہنچے جہاں حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی، حضرت موسیٰؑ نے دریافت کیا کہ اُمت کو کیا انعام ملا، آپؐ نے فرمایا ”ایک دن رات میں پچاس فرض نمازوں کا حکم ہوا ہے“ حضرت موسیٰؑ نے کہا۔ ”نبی اسرائیل آپؐ کی امت سے زیادہ قوی الجثۃ اور مضبوط نفعے لیکن وہ اپنی دو فرض نمازوں کو بھی صحیح طور پر ادا نہ کر سکے۔ تو آپؐ کی اُمت پچاس فرض نمازوں کے حکم کی تعمیل کیسے کرے گی، واپس

جائیے اور اس حکم کے متعلق عرض کیجیے۔ آپ بھی اس وقت تک تجلی الہی کی غیبت سے نکل چکے تھے اب اُمت کی حالت کا صحیح اندازہ ہوا تو آپ واپس تشریف لے گئے اور حق بھانڈے نے اپنے فضل و کرم سے پانچ نمازیں کم کر دیں، واپسی پر حضرت موسیٰ نے پھر اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی جسمانی کمزوری کا حال بیان کیا تو آپ پر قرب الہی سے جو غیبت و استغراق پھر طاری ہو گیا تھا آپ اس سے جوتے اور پھر واپس تشریف لے گئے۔ اسی طرح کم ہوتے ہوئے پانچ نمازیں باقی رہ گئیں حضرت موسیٰ نے اس میں بھی کمی کے لیے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اب اللہ عز و جل سے اور کمی کے لیے کہتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے۔ اس پر خدا نے ارشاد فرمایا ہے۔ مَا يَبْدِي الْقَوْلَ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ۔ ہماری بات نہیں بدلی جاتی ہے اور نہ زیادہ مشقت ڈال کر ہم بندوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔ اُمت محمدیہ پانچ نمازیں ایک دن رات میں پڑھے گی لیکن ہم ان کو پچاس نکلیں گے، پڑھنے میں پانچ، ثواب میں پچاس، پانچ پڑھو، پچاس نکھو اور ایک کی دس ملیں گی۔ مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ مِثَالِهَا۔ اور اب تو ایک کی دس اُمت محمدیہ کے لیے ایک اصول ہی بن گیا ہے۔ پھر آپ کو جنت و دوزخ کی سیر کرائی گئی، جنت میں آپ نے ایک عظیم الشان محل دیکھا دریافت فرمایا تو بتلایا گیا کہ ایسا محل اللہ تعالیٰ ہر اُس مسلمان کو عطا کرے گا جو کسی نابینا کو سات قدم تک راستہ بتلاوے گا، اسی طرح آسمانوں کے عجائبات ملاحظہ فرماتے ہوئے آپ نے سرزمین بیت المقدس پر نزول فرمایا، مسجد اقصیٰ میں اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ حاضری تھے۔ آپ نے امامت فرمائی، فراغت نماز کے بعد سب نے آپ کو اس شرف خاص پر مبارک باد دی اور رخصت کیا۔ بیت المقدس سے آپ براق پر سوار ہو کر مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوئے تو آپ کو روعاء میں مکہ کا ایک تجارتی قافلہ ملا جو وطن واپس آ رہا تھا، اس قافلہ کا ایک اونٹ کھو گیا تھا جسے یہ لوگ تلاش کر رہے تھے، آپ براق سے اُترے، اُن کے خیمہ میں گئے جو خالی تھا، آپ نے وہاں پانی نوش فرمایا اور تشریف لے چلے، اثنائے راہ میں ایک اور مٹی قافلہ ملا، جس کا ایک اونٹ براق کو دیکھ کر ڈر کی وجہ سے بدکا اور بھاگنے لگا اور دوسرا اونٹ شدت خوف سے بیہوش ہو کر گر پڑا۔ آپ جب مکہ کے قریب تنیم میں پہنچے تو دیکھا کہ ایک تجارتی قافلہ مکہ میں داخل ہوا بیٹا ہے جس کے آگے آگے ایک خاکی رنگ کا اونٹ ہے۔

ان واقعات کو ملاحظہ فرماتے ہوئے حبیب رب العالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اُمّ ہانیؓ کے گھر تشریف لائے اور اُن سے معراج کا تذکرہ کیا انہوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ! قریش سے اس واقعہ کا ذکر نہ کیجیے، وہ آپؐ کی شان مبارک میں گستاخی کریں گے۔ آپؐ کی (نعوذ باللہ) تکذیب کریں گے۔ اور حبیب آپؐ باہر تشریف لے جانے لگے تو فطرِ محبت میں حضرت اُمّ ہانیؓ نے آپؐ کو روکنا چاہا لیکن آپؐ کو تو احکام الہی کی تبلیغ کرنی تھی۔ آپؐ باہر تشریف لائے اور مسجد حرام میں پہنچے جہاں حسب معمول سردارانِ قریش جمع تھے۔ آپؐ نے اُن سے بیت المقدس کے سفر اور وہاں سے ہفت سموات ملاو اعلیٰ، عرش اعظم اور معراج کے دوسرے مناظر اور ان کی سیر کا تذکرہ کیا۔ تو انہوں نے تکذیب کی۔ (نعوذ باللہ من ذلک) کچھ لوگوں نے کہا کہ راستہ کی کچھ علامتیں بتائیے۔ آپؐ نے ان قافلوں کا تذکرہ فرماتے ہوئے بتلایا کہ ٹھارے ایک قافلہ کو میں نے تعیم میں دیکھا تھا، شام ہوتے ہوئے وہ مکہ میں داخل ہو جائے گا۔ چنانچہ جب وہ آگیا تو اُن معاندین نے کہا کہ "یہ سحر ہے" (نعوذ باللہ من ذلک) کچھ دوسرے کج بحث دشمنوں نے جو شام تجارت کے لیے جایا کرتے تھے اور بیت المقدس جن کا سینکڑوں وفد کا دیکھا ہوا تھا اور اس کی بہت سی باتیں اُن کو یاد تھیں، کہا کہ اگر آپؐ مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے ہیں تو بتلائیے اُس میں کتنی محرابیں، برج، دروازے اور مینار ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں اس سے پہلے کبھی بیت المقدس نہیں گیا ہوں اور رات کو آسمانوں پر جاتے ہوئے اور وہاں سے واپسی پر وہاں ٹھہر اور چلا آیا، (یہ ان کی کج بخشی تھی، نہ مانتے اور آپؐ کو ستانے کی بات تھی، ورنہ ہر شخص جانتا ہے کہ رات میں کچھ دیر کے لیے تو کیا، اگر کوئی آدمی کسی کام سے کسی مکان میں ہفتوں اور مہینوں بھی ٹھہرے تب بھی وہ نہیں بتلا سکتا کہ اس مکان میں کتنے ملاق اور کتنی کڑیاں ہیں۔ دنیا میں ہر ذی ہوش انسان کی یہی عادت ہے، اور اسی لیے کفار مکہ نے یہ بات پوچھی تھی کہ آپؐ حسب معمول اس بات کا جواب نہ دے سکیں گے اور انہیں تکذیب کا ایک حیلہ ہاتھ آجائے گا۔ اور پھر وہ خوب اچھی طرح اپنے دل کی آرزو پوری کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے اس مکروہ جیل کو بھی ناکام بنا دیا۔ اور آپؐ نے فرمایا، پھر بھی میرا رب اس کا جواب دے گا۔"

چنانچہ جبریل امین نے آپؐ کے رو برو بیت المقدس کو پیش کر دیا۔ اور کفار مکہ نے جتنے سوالات آپؐ سے کئے، جواب میں آپؐ نے صحیح صحیح باتیں بتائیں لیکن ان کی سرشت میں تو انکار و سرکشی

نہی اس لیے اتنی حیرت انگیز لیکن اطمینان بخش باتیں سن کر بھی آپؐ کی تصدیق نہ کر سکے۔ اور منتشر ہو گئے۔ جس کا آپؐ کو سخت صدمہ ہوا۔ کوئی ایک کافر و منکر اثنائے راہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور آپؐ سے کہا: ”سنا آپؐ نے جن کی نبوت پر آپؐ ایمان لائے ہیں، آج انہوں نے معراج کا قصہ لوگوں کو سنایا ہے، اب بتلایئے آپؐ کہاں تک اُن کی تصدیق کرتے رہیں گے۔“ تو حضرت ابو بکرؓ نے دریافت کیا ”کیا واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے؟“ کافر نے کہا ”ہاں!“ تو قربان ہو جائیئے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کامل پر، فرماتے ہیں: ”اگر واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو میں اس کی تصدیق کرتا ہوں، آپؐ کو میں صادق مانتا ہوں، آپؐ کے فرمانے کے مطابق جب میں ایک دن میں دس دس بار جبریل کا آسمان سے زمین پر آنا تسلیم کرتا ہوں تو پھر اگر آپؐ ایک رات میں آسمان پر تشریف لے گئے اور واپس زمین پر پہنچ گئے، تو اس میں کوئی ناممکن بات ہے جسے میں تسلیم نہ کر سکوں اور انکار کروں، جو خدا، جبریل کو آسمانوں سے زمین پر پہنچاتا ہے وہی خدا اگر آپؐ کو زمین سے آسمان پر لے گیا تو میں کیوں آپؐ کی اس بات کی تصدیق نہ کروں، میں کسی تردد و تذبذب کے بغیر یہ اعلان کرتا ہوں کہ اگر آپؐ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے تو یہ سچ اور حق ہے اور چاہے دنیا کا کوئی آدمی اسے نہ مانے لیکن چونکہ آپؐ فرماتے ہیں اس لیے میں اس کے لیے سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر اس کی تصدیق کرتا ہوں۔“

کافر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ تقریر حق سن کر مبہوت رہ گیا۔ آپؐ کی یہ باتیں سننے کے لیے کافی لوگ ادھر ادھر جمع ہو گئے تھے۔ وہ آپؐ کی تکذیب کرنا چاہتے تھے لیکن آپؐ کی بااثر شخصیت کی وجہ سے خاموش ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ بے حد مسرور ہوئے، اور آپؐ کو ”صدیق“ کا گرامی مرتبت خطاب عنایت ہوا، اس طرح اس واقعہ معراج سے جہاں دشمنوں کے بغض و عناد میں اضافہ ہوا، وہیں ایمان و اسلام میں مسلمانوں کے مدارج بلند ہوئے۔





ہر ایک سمت نور ہے عجیب اک سرور ہے
 ہر ایک راہ مشک یار و عطر بیز ہر گلی
 ہر ایک گل ہے سرخ و کہاں خزاں کی زردیاں
 طیور ہائے صبح خیز صرطِ لحن نور ہیں
 یہ دشت زار ہیں کہ خلد کا جبین باغ ہیں
 زمیں کا حال تو یہ ہے فلک کا حال دیکھیے
 کوئی حین و مہ جیسے پُرخ کو یوں ڈھکے ہوئے
 یہ چاند ہے کہ نور ہے کوئی طباق میں لے لے
 فلک تمام نور ہے زمیں تمام نور ہے
 خیال آسمان نشیں سے قیل و قال کیجیے
 کھلے گا بھید یہ کسی نگاہ پاک باز سے
 نگاہ پاک باز کیا؟ ولی کی چشمِ دُور رس
 درود بے شمار بر حضور ہادی السُّبل
 تمہیں فوید مومتو کہ عاشقوں کی عید ہے
 یہ اہتمام آج کا خدا کی سمت سے ہے سب
 خدا کے اور حضور کے وصال کی یہ رات ہے

جہان رنگ و بو تمام آج رشکِ طور ہے
 تمام تر بہشت ہے چمن چمن کلی کلی
 کھڑے ہیں زیب تن کیے درخت سبز و دریاں
 خود اپنے کیفِ نغمگی میں آپ چور چور ہیں
 یہ ذرہ ہائے ریگ ہیں کہ طور کا چراغ ہیں
 عروسِ فوجی بیچ ہے ذرا جمال دیکھیے
 ستارے نور کے ہیں اس نقاب پڑکے ہوئے
 چراغ ہائے نجم ہیں کہ ہیں یہ نور کے دیئے
 یہ اہتمام نور ہے نو؟ کوئی سبب ضرور ہے
 نحو اس دہوش شاعرانہ سے سوال کیجیے
 خدا نے دی ہے آگہی جسے ہر ایک راز سے
 نظامِ کائنات کی جنہیں خبر ہے ہر نفس
 بتا دیا نگاہِ حامدِ رضائے رازِ کل
 جمالِ لم یزل کی بے حجاب عید دید ہے
 کہ وہ حینِ فرش و عرش کو بلارہا ہے رب
 جمالِ بار ہے یہ شبِ جمال کی یہ رات ہے

ملکا لکھ کا عرش سے زمین تک پہنچا ہے
 محمدؐ کی عروج کا علم ہے نصب عرش پر
 تمام جسم نور ہے لباس بھی ہے نور کا
 عبیر و مشک کی مہک سے عطر داں ہے کائنات
 جمال حق کی مشعلیں لیے ہوئے ہیں بات میں
 وہ جبریلؑ جو قدیم خدا و رسول ہیں
 نصیب دیکھیے ذرا جناب جبریلؑ کے
 خدا کے حکم سے براق نور لے کے آئے ہیں
 ازل سے وقف تھا براق اس سوار کے لیے
 جگائیں کس طرح؟ یہ جبریلؑ کی تھی جتو
 یہاں خلاف قاعدہ کوئی نظر نہ اٹھ سکے
 لرز رہے ہیں خوف سے ادب بہ ہر گاہ ہے
 ادب ہیں کھڑے ہوئے پڑ میں لپکی سی ہے
 پڑی تو جسم کے رہ گئی نظر نسخ حبیب پر
 پکار اٹھے کہ راج خوب حوصلے نکالے
 یہ دن نہ آئیں گے حضورؐ پر نشان ہو جائے
 کھڑے ہیں گرچہ جبریلؑ کبے وجد و کیف میں
 جیسے یہ وہ ہے جس سے پائیں ماہ و نور نے تابش
 یہ پاک زلف جس کی مدح کیجیے تمام رات
 یہ عارض حسین ہے کہ چوہ ہویں کا چاند ہے
 جو طور پر دکھائی تھی ذرا جھلک وہی تو ہے

فلک پہ خیر مقدم حبیب رب کی دھوم ہے
 دور ویر یا ادب ملک کھڑے ہوئے ہیں نری پر
 نظر نواز ہے سماں تجدیات طور کا
 یقین عام نور ہے کہ کائنات ہے کائنات
 جناب جبریلؑ بھی شریک ہیں برات میں
 ازل سے بارگاہ مصطفیٰ میں جو قبول ہیں
 بنے ہیں کج اسپ راں شہنشاہ جلیل کے
 حبیب کائنات کی حضور لے کے آئے ہیں
 چنانچہ آپ نے خود سر کبے تاجدار کے لیے
 کہ خواب ناز میں تھے شہ خدا سے صرف گفتگو
 بغیر حکم بیٹھ کر پیام بردہ اٹھ سکے
 کہ اصل میں نبی کا در خدا کی بارگاہ ہے
 مگر جمال دیکھ کر عجیب بے خودی سی ہے
 امین روح مجہوم اٹھے بلندئ نصیب پر
 کہ در بادلوں کے بعد آج پھر ہیں دن پھرے
 خدا ہزار لاکھ بار بار بار ہو جائے
 ثناء کے پھول جھڑپے ہیں لب و جد و کیف میں
 چشم وہ ہے جس ہوتی ہیں کرم کی بارشیں
 زمیں سے تاجان جس کی بو سے مشکام رات
 یہ چاند کیا ہے مہر بھی یہاں خیل ہے ماند ہے
 زمیں سے تابلا مکان اسی کی روشنی تو ہے

قسم خدا کی خود گواہ صاحب جمال ہے
 کہ دفعۂ نظر گئی حسین پائے ناز پر
 برائی آرزوئے دل ازل کے پاؤں چوم کہ
 کہ چشم لطف بار۔ واپوئی عرب کے چاند کی
 امین روح سرور قدر کھڑے تھے ہاتھ باندھ کر
 کرم کا در ہے وایکے جہان بندہ پروری
 ادب سے عرض کی حضور دو جہاں کے تاجور
 کیا ہے یاد آپ کو خدائے ذوالجلال نے
 تو مسجد حرام میں ادا نماز شکر کی
 محب کی بارگاہ میں حبیب نذر سے چکے
 عوض نماز شکر کے برائے نذر مصطفیٰؐ
 ازل سے خاص تھا جو ذات مصطفیٰؐ کے واسطے
 رموز حکمت و علوم بھردیئے تمام تہ
 خدا کو نور نذر میں ملا خدا کے نور کو
 اچھل رہا تھا شوخیاں دکھارہا تھا وہ مگر
 ادب ادب! کہ تو ہے آج مگر حبیب ب

نہیں نہیں یہ مرآت جمال ذوالجلال ہے
 خدا تھی جان جبریل یوسف حجاز پر
 جھکے پئے سجد آپ پائے شہ پہ چھوم کہ
 جناب جبریل کا سجد میں تھا سر ا بھی
 اٹھے سجد سے مگر چھکی تھی خوف سے نظر
 مگر ادھر نگاہ میں ہے شان بندہ پروری
 ہوا یہ حوصلہ نگاہ لطف بار دیکھ کہ
 حبیب بے مثال کو محب بے مثال نے
 نوید کیف خیز یہ عرب کے چاند نے سنی
 سر نیاز شاہ جب اٹھا چکے نماز سے
 ادھر محب کی سمت سے بھی تحفہ عظیم تھا
 وہ تحفہ عظیم جبریلؑ لے کے آئے تھے
 جناب جبریلؑ نے دل حضورؐ چیر کر
 یہ دولت عظیم مرحمت ہوئی حضورؐ کو
 یہ نذر لے کے عازم سفر ہوئے براق پر
 براق سے کہا یہ روح قدس نے ذرا ادب

شاعر

یہ نکتہ بائے عشق یہ اشکے دل سے پوچھیے
 کہ آج اس کی پشت پر شہنشاہ حجاز تھا
 یہ ناز تھا کہ زیر سم تمام عرش و فرش ہے

مگر یہ شوخیاں ذرا ہمارے دل سے پوچھیے
 براق کی یہ شوخیاں حقیقتاً تو ناز تھا
 یہ ناز تھا کہ اس کی پشت مرتبہ میں عرش ہے

ادب ہو گیا کھڑا حیا سے سر جھکا لیا
رواں ہوا براق یوں کہ جیسے آنکھ سے نظر
قدم قدم پہ نور ہے سماں سماں ہے نور کا
رواں دواں ہے نور کی طرف سواری نور کی
نسیم صحن گلشن جہاں میں یا کہ چل گئی
وہ ایک ہی قدم میں قبلہ گاہ انبیاء میں تھا
دلوں میں حسرتیں لے جال بالکمال کی
امام انبیاء ہوئے حضور شاہِ دو جہاں

جناب جبریل سے سنا جو نام مصطفیٰ
ہوئے جناب مصطفیٰ سوار راہوار پہ
سوار نور اسب نور اسب راں ہے نور کا
براقی سارے نور کے برات ساری نور کی
براق تھا کہ برق تھی جو کووند کہ نکل گئی
ابھی ابھی تھا فرشتہ پرا بھی ابھی ہوا میں تھا
کھڑے تھے منتظر یہاں تمام سابقہ نبی
اتر کے راہوار سے کیا قیام کچھ یہاں

شاعر

نبی تمام جان لیں یہی شہِ حجاز ہے
تم ان کے مقتدی ہو سب تمہارے مقتدائیں یہ
بہشت و فرشِ و فرشتہ پرا نہیں کی سلطنت تو ہے
کوئی بھی ذرہ بے کہے محال ہے کہ مل سکے
یہ راز تھا کہ جان لیں تمام انبیاء و رسل
ہمراہ لے کے پشت پر یہاں سے پھر ہوا رواں
اسی طرح سے ہفت آسمان کی شہِ نیمر کی
مقامِ جبریل پر براق شہِ ٹھہر گیا
یہی نزول گاہِ حکم حضرت جلیل ہے
جہان رنگ و بو کی ختم اس جگہ ہیں سب حدود
مفاہرت حضور کی اگر چہ شائق ہے مجھے

امام انبیاء ہوئے خدا کا یہ بھی راز ہے
حبیبِ کبریا ہیں یہ تمہارے پیشوا ہیں یہ
زمین سے تا بہ آسمان انہیں کی مملکت تو ہے
بغیر ان کے حکم کے محال کیا ہو اپنے
محبت ہوں میں حبیب یہ انہیں ہے اختیار کل
ادا نماز کر چکے حضور شاہِ دو جہان
کہیں خلیل با صفا ملے کہیں ملے صفی
اک آن سے بھی کم میں ملے کیا تمام راستہ
یہ سدرۂ عظیم ہے مقامِ جبریل ہے
اسی مقام پر ہے منتہائے عالم شہود
یہاں پہنچ کے عرض کی جناب جبریل نے

بڑھوں نہ اک قدم یہاں سے میں یہی ہے حکم رب
 فروغ نور لم نزل مرے پردوں کو کھپونکے سے
 دنی میں زیر پائے نازیب ہو کر سی دنی
 خدا سے صرف گفتگو جو دو بد و حضور ہوں
 اسی سہانے وقت میں یہ التجا بھی پیش ہو
 تو کاش ان کا فرش پائیں مرے حسین پہ
 ادا یہاں نماز کی یہ مسجد ملائکہ
 ہزار ہا ملک طواف و سجدہ کرتے ہیں جہاں
 بہ اقتدائے پیشوائے انبیاء شہ حجاز
 مقام قرب کی طرف بلا رہا تھا رب جہاں
 تیار ہی تھیں غیب کی تجلیات راستہ
 ہر ایک رہ پہ راہ برکھڑے ہوئے تھے نور کے
 حجاب ہائے نور طے کیے خدا کے نور نے
 بیک قدم وہ زیر عرش لے گیا دواں دواں
 یہاں بجز حبیب کبریا کوئی نہ تھا مگر
 دل حضور پر ہوا ذرا سا خوف کا اثر

مفارقت حضور سے غلام چاہتا ہے اب
 ادھر سے یک رتق بھی گر ادھر مرا قدم بڑھے
 مگر حضور سے ہے اک غلام در کی التجا
 نیاز و ناز کے تمام جب حجاب دور ہوں
 ازل سے آرزو ہے دل میں یہ گدگی پیش ہو
 گزر ہوا امت حضور کا جو پیل صراط پہ
 بہ صد خوشی قبول کی حبیب نے یہ التجا
 یہ مسجد ملائکہ یہ قبلہ گاہ قدسیاں
 یہاں ہر ایک امتی کی روح نے پڑھی نماز
 یہاں سے بڑھ چلی سوارٹی میکن لاماں
 کوئی کشش تھی جس کی سمت بڑھتے تھے مصلحتی
 چراغ ہر مقام پہ تھے جلوہ بار طور کے
 تجلیات نور کیں ملاحظہ حضور نے
 براق تھک کے رہ گیا تو آیا رفرف رواں
 نہاں نظر سے ہو گیا وہ زیر عرش چھوڑ کر
 جلال رب کی شان کا یہاں ہجوم دیکھ کر

کہ دفعۃً سنی صدا جناب یارِ غار کی
 مرے حضور آپ کا صلاۃ کر رہا ہے رب
 تہرات میں مگر دل نبی سسا گیا
 صلاۃ کر رہا ہے رب؟ الہی کیا ہے ماجرا

جلال اور جمال میں یہی تھی کش مکش ابھی
 ذرا سکون کیجیے! شہِ عجم مہِ عرب
 صدائے یارِ غار سے سکون تو دل کو آ گیا
 رفیقِ غار اس جگہ بھلا کہاں سے آ گیا

کہ ایک بوند عرش سے نبی کے خلق میں گری
 نثار قلب پاک کے کہ جس میں وہ سما گیا
 علوم غیب منکشف تمام دل پہ ہو گئے
 علوم دو جہان کے عیاں تمسام ہو گئے
 مرے حبیب پاس آ مہ عرب قریب ہو

نثار قلب پاک تھیں خدا تھیں جہتیں ابھی
 وہ ایک بوند کیا تھی ایک بحر بے کنار تھا
 وہ بحر را ز ایک بوند نوش کی حضور نے
 اذل کے اور ابد کے پیش کل نظام ہو گئے
 فضائے عرش سے ہوا خطاب پھر حضور کو

قریب ہو بلند تر حد مدار جات سے
 ہر اک صدا پہ مصطفیٰ ہوئے قریب بار بار
 بھنودوں میں جیسے فصل ہے تھا فاصلہ لیں اس قدر
 حجاب تھے اٹھے ہوئے خدا تھا اور مصطفیٰ
 بغیر واسطہ کیا کلام ذوالجلال سے
 حسین ظل ذات عین ذات میں سما گیا
 نیاز و راز کے ہیں یہ حقیقتاً معاملے
 حجاب راز میں رکھے یہ راز خود ہی جب خدا

قریب ہو جیل تر تمام کائنات سے
 یہی خطاب عرش سے غرض ہوا ہزار بار
 یہ اتہا کہ ان سے رہے رہے وہ قریب تر
 مکان نہ تھا نہ تھا زمان نہ تھے ملک نہ اور تھا
 چشم سر خدا کی دید کی حضور پاک نے
 جو دل کی بات پوچھی نہ آنکھ تھی نہ دیکھنا
 مجال عقل وہیں کیا بھا کہ دخل دے سکے
 ہمارے تاب کیا بھلا کہ ملے کریں یہ مرحلہ

کہ عرض کی حضور نے مرے محبت مرے خدا
 تری سلاۃ کا نہ میں سمجھ سکا معاملہ
 مری نمازیہ کہ میں پڑھوں درد آپ پر
 غرض کہ تحفہ وہ نذر میں حضور کو ملیں
 نماز ایک نعمت عظیم ہم کو رب نے دی
 تو ایسی کا خلعت عظیم تر عطا ہوا

نہ گفتگوئے راز کا ہوا تھا ختم سلسلہ
 قرب ذوالجلال ہے کریم تو ہے اے خدا
 خدا نے پیار سے کہا مرے حبیب بحر و بر
 وہ نعمتیں کہ جس قدر خدا کی ملکیت میں تھیں
 مگر نظر میں تھے وہیں حضور کے غلام بھی
 نیاز و نذر راز کا ہوا جو ختم سلسلہ

عجیب نشان سے ہوئی حبیب رب کی واپسی
خدا کی بے شمار رحمتوں کا سر پہ تاج ہے
ٹھہر تو جائے آپ پر جمال کیا نگاہ کی
فدا جمال نوشہ جہاں یہ طور آج ہے
لباس پر نجوم ہیں سلام کے جڑے ہوئے
ہے انت اور اُنکا کے عطر سے لباس مشک بو
رائی قدرا کے منظر اتم ہیں ہو بہ ہو

خدا سے مل کر اُن میں خدا کے نور آ گئے
کہاں گئے تھے آئے کب خبر کو بھی خبر نہ تھی
دنی کی منزلوں کو کر کے طے حضور آ گئے
زمین پہ آپکے تھے شہ ہوئی نہ تھی سحر ابھی

شبِ امرا کو تری ذات کہاں تک پہنچی

طائرِ سدرہ جہاں گم ہو، وہاں تک پہنچی

حق نے خود شوقِ ملاقات کا اظہار کیا

بات جو دل میں نہاں تھی، وہ زباں تک پہنچی

اثرِ صہبائی



ہے رازِ حق حقیقتِ معراجِ مُصطفیٰ
 اب بھی وہی ہے فطرتِ معراجِ مُصطفیٰ
 قرآن نے کی اشاعتِ معراجِ مُصطفیٰ
 قرآن ہے شہادتِ معراجِ مُصطفیٰ
 قربان ہے بہشت و یارِ حبیب پر
 خلد و جناں ہیں جنتِ معراجِ مُصطفیٰ
 مومن بقولِ جعفر صادقؑ وہ لوگ ہیں
 کہتے ہیں جو صداقتِ معراجِ مُصطفیٰ
 معراج ہے عبادت و صوم و صلوة کی
 ذوقِ نماز و طاعتِ معراجِ مُصطفیٰ
 اس کو جہانِ حُسن کی معراج ہونصیب
 جس کو ملے امانتِ معراجِ مُصطفیٰ
 کس کو عطا ازل سے ہوئی کائنات میں
 جزِ مُصطفیٰ سعادۃِ معراجِ مُصطفیٰ
 ہاشمِ غلامِ تاجور ہاشمی ہوا
 آئی نظر جو حشمتِ معراجِ مُصطفیٰ
 ہاشمِ ضیائی



رفعت شان سرکار ﷺ

تحریر: محمد اسلم نقشبندی

سورہ بنی اسرائیل کی آیت ”سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعِزِّهِ.....“ میں اللہ تعالیٰ نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جو خاص انعام فرمایا ہے اس کو خوب زور و اطریق سے جتلا یا ہے کہ اپنی ذات کے ساتھ سُبحان کا لفظ لگایا ہے، یعنی یہ کہ جس بات کا ابھی ذکر کیا جا رہا ہے، وہ کوئی بہت ہی بڑی چیز ہے، اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عز و جل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا ذکر فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے برکت والی مسجد اقصیٰ تک لے گیا اور پھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی بے شمار نشانیوں یعنی عجائبات اور محسوسات دکھائیں۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ معراج جسمانی تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ ”سُبْحَانَ“ کی نسبت لگا کر یہ بتا رہا ہے کہ اگر خواب کی حالت میں ہوتا یا روحانی ہوتا تو اس میں اتنی بڑائی والی بات نہ ہوتی جبکہ آج کے زمانے میں رب العزت کے مقابلے میں نہایت ہی محدود اختیارات کا انسان اپنی بنائی ہوئی مشینوں سے بھی یہ کام کر سکتا ہے تو یقیناً جس بات کو رب العزت نے اپنی ذات کے ساتھ سُبحان کہہ کر جتایا ہے، نہایت ہی عظیم ہوگی اور یقیناً یہ جسمانی اور روحانی معراج تھی۔ ”عبد“ کا لفظ بھی جسم کے ساتھ ہی معنی دیتا ہے، صرف رُوح کو ”عبد“ نہیں کہتے۔

سورہ ”النجم“ کی آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جو بے پایاں صفیتیں بیان فرمادی ہیں، ان کا احاطہ کسی انسان کے لئے مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان آیات میں جو بیان

کیا گیا ہے، اس کی حقیقت تو ذات باری تعالیٰ ہی جانتی ہے، یا اس کا محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم۔

اللہ تعالیٰ قسم کھا کر بتا رہا ہے کہ میرا محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو اپنی مرضی سے کوئی بات نہیں کرتا۔ یعنی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہر لفظ اور آپ کی ہر حالت اللہ تعالیٰ اجل شائد کی مرضی اور حکم کے مطابق ہوتی ہے اور ان کا ہر فرمان بعینہ فرمان الہی ہوتا ہے۔ جو بات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے ہیں، وہ صرف مطابق وحی الہی ہی نہیں، بلکہ عین وحی ہوتی ہے۔ اس لئے ائمہ کرام احادیث صحیحہ کو وحی غیر متلو کہتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ان کو سکھانے والی ذات انتہائی طاقت ور اور قوت والی ہے جس کی قوت میں کوئی کمی نہیں۔ یہ ذات اللہ تعالیٰ ہی کی ہو سکتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر چیز سکھانے والا ہے اور شب معراج اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک کو اپنا جلوہ بے حجاب دکھانا چاہا تو ان کو اپنے قریب بلوایا۔ اتنا قریب کہ دو کمانوں کا فاصلہ یا اس سے بھی کم اتنی قربت اللہ اللہ! یعنی مالک و جہاں اور رحمت و جہاں میں سب فاصلے ختم۔ اس کو دور تو کا وصل ہی کہنا چاہیے۔ یہ وہ چیز ہے جس کا انسان خیال ہی نہیں کر سکتا۔ اس کے فہم و ادراک سے ماوریٰ ہے۔ اس کو تخیل میں لانا مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔

محبت اور محبوب میں وصل کے دوران کیا راز و نیاز کی باتیں ہوئیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کیا کیا سکھایا، پڑھایا اور دکھایا، یہ ان دو فوہی کے علم کی بات ہے۔ سکھانے والا بلند ترین اور سیکھنے والا اس بلند کے قریب ترین۔ ان سکھائے گئے علم میں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند ایک باتیں لوگوں کو بیان فرمائیں تو جن کی سمجھ اور یقین نا کافی اور نامکمل تھی، ان کو اس پر شک گزرا۔ یہاں تک کہ آگے اللہ تعالیٰ خود ہی اس کا جواب دے رہا ہے کہ میرے محبوب

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ دیکھا، بالکل وہی انہوں نے بیان فرمایا ہے، بغیر کسی کمی بیشی کے اور ساتھ یہ بھی دوبارہ زور دے کر فرمادیا کہ انہوں نے تو اپنے رب کا جلوہ بے حجاب دیکھا اور دیکھنے کے وقت ماذاع البصر وما طغی (یعنی آنکھ نہ کسی طرف پھری اور نہ حد سے بڑھی) یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جلوہ رب کو خوب دیکھا اور اس کے دیکھنے میں نہ آنکھیں چنہ صیائیں اور نہ ادھر ادھر پھریں، بلکہ اس جلوے ہی کو دیکھتی رہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بے شک انہوں نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

اب یہ جو پہلے بیان ہو چکا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بیان فرمائی ہے کہ حضور پاک کو بے حجاب اپنا دیدار کیا بلکہ وصل اور بے شمار علوم سکھائے اور اپنی بے شمار نشانیاں دکھائیں۔ بدو مرتبہ ہے جو کسی اور نبی کو حاصل نہ ہو سکا بلکہ کوئی اس کے قریب بھی نہ جاسکا۔ کہاں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور اولوالعزم پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام، کہ دیدار الہی کی درخواست پیش کرتے ہیں تو دیکھنے کی مجال اور نعمت کہاں۔ اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا کہ اے موسیٰ! میں اپنی تجلی کا مقوڑا سا ظہور اس پہاڑ پر کرتا ہوں۔ دیکھ تو اس کا کیا حال ہوتا ہے اور کیا تو اس کو دیکھ پاتا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کی تجلی کا مقوڑا سا ظہور اس پہاڑ پر کیا تو پہاڑ جل گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ایک طرف حضرت موسیٰؑ تو اللہ تعالیٰ کی مقوڑی سی تجلی کا ظہور دیکھنے کے متمثل نہیں ہو سکتے اور ادھر شان محبوب رب العالمین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دیکھے کہ عرش معلیٰ سے اوپر، اللہ تعالیٰ کا جلوہ بے حجاب دیکھتے ہیں اور آنکھ جھپکتی تک نہیں، اور اس بات کی گواہی خود اللہ تعالیٰ دے رہا ہے۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔





کیوں مزین نہ ہو فردوس بریں آج کی رات
خواب راحت سے جگانے کے لیے روحِ ایں
جس کے جلوں سے دو عالم میں اُجالا پھیلا
انبیاءِ سائے براتی ہیں تو نوشتہ حضور
کیوں نہ ہو گردشِ کونینِ معطل اک دم
حدِ ادراک و تصور بھی جہاں ہے عاجز
ہے بقدرِ دو کمالِ فصلِ محبت و محبوب
شریت دیدِ پلا کر یہ کہا خالق نے
اپنی خوش بختی پہ نازاں ہیں براق و درف
اپنے محبوب کو منہ مانگی مرادیں بخشیں
سیر کو آتے ہیں کعبہ کے امیں آج کی رات
اُن کے تلووں سے لگاتے ہیں جیس آج کی رات
رب کا مہماں ہے نورِ میس آج کی رات
رشتابِ فردوس ہے اقصیٰ کی زمیں آج کی رات
روحِ کونین ہے جب اور کہیں آج کی رات
میرے آقا ہیں وہاں جلوہ نشیں آج کی رات
عبد و معبود ہیں اس درجہ قریں آج کی رات
اپنے محبوب سے کچھ پرہ نہیں آج کی رات
فخر پھر کیوں نہ کرے عرشِ بریں آج کی رات
فصلِ ربی کی کوئی حد ہی نہیں آج کی رات

مل گیا ہم کو بھی معراج کا حصہ صابر

اپنی اُمت کو وہ بھولے ہی نہیں آج کی رات

صائبِ براری (کراچی)



اللہ وغنی، آپ کا رتبہ شبِ معراج
خدمت پہ کہیں جنت، کہیں آدم وادیس
قدسی ہی نہ تھے منتظرِ حضرت والا
آنکھوں سے کیا آپ نے خالق کا نظارہ
کائنات سے سنا قولِ خداوندِ تعالیٰ
چاہا تو فقط بخشش امت کو نبی نے

اللہ نے پاس اپنے یلایا شبِ معراج
اور تھے کہیں موسیٰ، کہیں عیسیٰ شبِ معراج
مشاق تھا اللہ تعالیٰ شبِ معراج
واجب نہ رہا کوئی بھی پندہ شبِ معراج
قوسین سے بھی فرق تھا ادنیٰ شبِ معراج
اللہ سے کچھ اور نہ چاہا شبِ معراج

دعوت تھی جو محبوبِ خدا کی شبِ معراج
خالق کے خزانوں کی جو محفوظ تھی کنجی
کیا جانیے، کیا راز تھے محبوب و محب کے
محبوب کو اللہ نے ہر چیز دکھا کہ

چھائی تھی زمانے میں تجلی شبِ معراج
خلوت میں وہ محبوب کو دے دی شبِ معراج
خلوت میں ملاقات کی شب تھی شبِ معراج
محبوب کی تصویر دکھائی شبِ معراج

یہ شان ہے قدرت کی، یہ قدرت کا تماشا

کیا سیر و سفر میں ہوئی جلدی شبِ معراج

خند لب پھول پھول ہے امشب بصد جبال، بصد آب و تاب آتے ہیں
 رحمتوں کا نزول ہے امشب نہیں ہے جن کا کوئی بھی جواب، آتے ہیں
 آسمان کیا ہے، عرشِ اعظم بھی ادب سے آج جھکا جا رہا ہے عرشِ عظیم
 زیرِ پائے رسول ہے امشب خدا سے ملنے رسالتِ مآب آتے ہیں

کتنی رنگین و دلاویز ہے معراج کی رات
 نورِ انداز و سحر خیز ہے معراج کی رات
 رات ہی رات میں وہ آئے اُجالے لے کر
 روشنی بخش و ضیا ریز ہے معراج کی رات
 کوئی پہنچا تھا، نہ پہنچے گا سرِ عرشِ بریں
 بالیقین معجزہ آمیز ہے معراج کی رات
 فاصلہ اتنا کہ صدیوں کا گماں ہوتا ہے
 گردشِ کون و مکان تیز ہے معراج کی رات
 یہ سبق دیتی ہے اللہ سے ملنے کا نشان
 کس قدر ولولہ انگیز ہے معراج کی رات
 اصغر نشانِ قریشی (لاہور)



عشق جلووں کا خریدار ہے سبحان اللہ
 فرشِ تاعرش پر انوار ہے سبحان اللہ
 حسنِ قدرت کے حسین جلوے ہیں ہر وقت
 کون یہ جلوہ نشاںِ انفس و آفاق میں ہے
 کاروانِ مہ و انجم کی ضیا باری میں
 ماہ و خورشید میں ہے نورِ محمد کا ظہور
 حسن کو عرشِ معلیٰ سے ملے ہے موت
 طورِ سینا پہ کلیم اور سرِ عرش حضور
 صفِ بصف منتظر دید کھڑے ہیں قدسی
 آج شبِ محفلِ کونین کا ذرہ ذرہ
 ایک ہی پل میں سرِ عرش سے آئے حضور
 آج محبوب کو ہے بخششِ امت مطلوب
 حسن کی گرمی باز ہے سبحان اللہ
 نورِ حق ہر سو ضیا باز ہے سبحان اللہ
 غیرتِ صبحِ شبِ تار ہے سبحان اللہ
 زندگی مطلعِ انوار ہے سبحان اللہ
 جلوہ احمد مختار ہے سبحان اللہ
 کہکشاںِ جادۂ دیوار ہے سبحان اللہ
 عشقِ خود طالبِ دیدار ہے سبحان اللہ
 یہ مقامِ شہِ ابرار ہے سبحان اللہ
 ہر نظر شائقِ دیدار ہے سبحان اللہ
 بادۂ عشق سے سرشار ہے سبحان اللہ
 نورِ یزدان کی یہ فقاہت ہے سبحان اللہ
 بس یہی حاصلِ گفتار ہے سبحان اللہ

عرشِ اعظم پہ کھلا عقدہ لولاکِ قمر!

خود خدا کا شفق اسرار ہے سبحان اللہ

قریزدانی (ضلع سیالکوٹ)



بندہ طالب ہے نہ مطلوب خدا آج کی رات
 ایک مرکز پہ ہیں تاثیر و دعا آج کی رات
 پینے والا درے خانہ ہے وا آج کی رات
 ہو کوئی رند تو ساقی ہے خدا آج کی رات
 کس نے دل کو مرے تسخیر کیا آج کی رات
 فکرِ دنیا ہے، نہ کچھ خوفِ جزا آج کی رات
 اور صبحوں سے ترقی پہ ہے نور آج کی صبح
 اور راتوں سے تجلی ہے سوا آج کی رات
 فرشِ نین بھی تو وہی عرش کی تابانی ہے
 چھا گیا دو نو پہ محبوب خدا آج کی رات
 گرم بستر رہا، زنجیر بھی ہلتی ہی رہی
 گردشیں بھوں گئے ارض و سما آج کی رات
 شاد ہے کتنا اثر آہ میں، معلوم نہیں
 سانس لیتے ہی بدلتی ہے ہوا آج کی رات

مظاہر معراج

○ احادیث میں آیا ہے کہ معراج کی رات آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ سودخوڑ، پتھروں کو لقمہ بنا بنا کر کھا رہے ہیں یا ”قوی الحیثہ“ جانوروں کے سموں سے روندے جا رہے ہیں۔

○ حلال روزی چھوڑ کر حرام کی طرف پکٹنے والے، نفیس طعام چھوڑ کر گلے سڑے کھانے کھا رہے ہیں۔

○ عیب جو اور بہتان تراش، تانے کے ناخنوں سے اپنے پہلوؤں اور اپنے سینے کا گوشت توچ رہے ہیں۔

○ فرض نمازوں سے سستی اور غفلت برتنے والوں کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے ہیں۔

○ زکوٰۃ کی ”ادائیگی“ سے جی چرانے والے جہنم کے کانٹوں اور پتھروں کو اونٹوں کی طرح چرچک رہے ہیں۔

○ بیویوں کو چھوڑ کر زانیہ عورتوں کے ساتھ شب باشی کرنے والے اچھا گوشت چھوڑ کر سڑا ہوا گوشت کھا رہے ہیں۔

○ حقوق ادا کرنے اور امانتیں سنبھالنے میں کوتاہی کے مرتکب لکڑیوں کے گٹھے میں اضافہ کرتے چلے جاتے ہیں اور انہیں بوجھ کو اٹھانے کی سعی لا حاصل میں سرگرداں ہیں۔

○ مجاہدین ایک ہی دن میں تخم دیزی کر کے کھیتی کاٹ رہے ہیں اور کاٹنے کے بعد کھیتی پھروسی کی ویسی ہو جاتی ہے۔

○ قسطنطنیہ پر از خطیبوں اور یمنی علمائے عظموں کی زبانیں اور ہونٹ لوہے کی پیچنیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔



جب بھی میزانِ تخیل میں تلی آج کی رات
 بن گئی دہر میں یاوہ ابدی آج کی رات
 بہر تعظیم محمدؐ جو جھکی آج کی رات
 ہو گئی دائرۂ فکرِ بشر سے باہر
 آج کی رات یہ قریاں کمر دلوں راتیں
 حشر تک کون و کمال جس رہیں گے روشن
 ظلمتِ بعد چھٹی روشنیِ قربِ ملی
 قسم اللہ کی اللہ کے متوالے کو
 اُن کی کیا بات جنہیں رازِ حلی کہتے ہیں
 جلوے آقا کے نظر آئے نظرِ والوں کو
 جلوہٴ نورِ مجسم کی قسم کھاتا ہوں
 دونوں عالم پہ نظرِ نور کا عالم آیا
 صدرِ کوئین کی آمد ہے سرِ ہنرمندِ دُعا
 کیفِ بے پایاں میسر ہے مری آنکھوں کو
 منتخب طالبِ مطلوب نے کی ہے واللہ

جلدِ راقوں سے سرفراز رہی آج کی رات
 ہو سکے گی نہ فراموش کبھی آج کی رات
 شرفِ عزت و شوکت میں بڑھی آج کی رات
 عظمتِ سیدِ مکی مدنی آج کی رات
 شبِ معراجِ محمدؐ ہے یہی آج کی رات
 آسمانوں کو وہ تصویر ملی آج کی رات
 سرش پر نور کی تمثیل جلی آج کی رات
 دونوں عالم کی ملی تاجوری آج کی رات
 کھلے سرکارِ یہ اسرارِ خفی آج کی رات
 رہی محرمِ فقط کم نظری آج کی رات
 دل میں گھر کر گئی آنکھوں میں یہی آج کی رات
 چمکا اس شان سے نورِ نبوی آج کی رات
 دیکھئے رفعتِ خیرا بشری آج کی رات
 ہونہ اور جیلِ مری آنکھوں سے ابھی آج کی رات
 نورِ والے کے لیے نورِ بھری آج کی رات

ہو گئے دن کے اجالے بھی ادبِ شرمندہ

اس قدر نور سے معمور ہوئی آج کی رات



بھراق فکر ہے گردوں نور آج کی رات
 یہ کون ذہن کے روشن مکاں میں اتر ا
 ہے خم، رسانیِ انساں پہ نالوں کی جیس
 یہ رات کیوں نہ ہو افضل تمام راتوں میں
 وہ رات جس کا زمانہ جواب لائے سکے
 وہ رات جس نے حسیں خواب جاگ کر دیکھا
 گیا تھا عشق، خلاؤں کی راہ سے آگے
 ڈکی ڈکی نظر آتی تھی نبضِ عالم کی
 رواں تھے ساتھ فرشتے عبا اٹھائے ہوئے
 عروجِ آدمیت آپ پر تمام ہوا
 تجلیات کے ہالے میں یوں گھرے دونوں
 بلند ایسے نہ رتبے کسی نبی کے ہوئے
 رہے نصیب کہ ہم امتی اُسی کے ہوئے



سرورِ انبیاء، سید المرسلین منظرِ نورِ حق، شافعِ المذنبین
جس کا عالم میں کوئی بھی ثانی نہیں جس پہ قرباں فلک، جس پہ صدقے ہیں
وہ حبیبِ خدا شاہِ دنیا و دیں

بن کے دولہا چلا سوتے عرشِ بریں
نور کا اک سماں آج کی رات ہے ضوِ فکین، ضوِ فشاں آج کی رات ہے
رُشکِ کونِ مکاں آج کی رات ہے شبِ پہِ دنِ کاکماں آج کی رات ہے

وہ حبیبِ خدا شاہِ دنیا و دیں

بن کے دولہا چلا سوتے عرشِ بریں

سامنے جلوے قدرت کے خود آئیں گے رازِ مخفی بھی مخفی نہ رہ جائیں گے
دولتِ بخششِ عام بھی پائیں گے سب وہی ہو رہے گا، جو فرمائیں گے

وہ حبیبِ خدا شاہِ دنیا و دیں

بن کے دولہا چلا سوتے عرشِ بریں

اے شیخ! آج توبہ کا سامان کہہ جس سے عقیق بنے، ایسا ارمان کہہ
وقت اچھا ہے، تکمیلِ ارمان کہہ مدحتِ رحمتِ کلِ توہرِ آن کہہ

وہ حبیبِ خدا شاہِ دنیا و دیں

بن کے دولہا چلا سوتے عرشِ بریں

شیخِ بہرِ انجی



کیا سہانی ہے شبِ شادی اسریٰ دیکھو
 دھوم ہے سچ گیا معراج کا دولہا دیکھو
 عقل کل نقش بہ دیوار ہے نقشہ دیکھو
 جسم انور پہ ہے انوار کا جامہ دیکھو
 ہے ضیا بارہیں ماہِ دو ہفتہ دیکھو
 مست آنکھوں میں ہے مازخ کا سر دیکھو
 عارض نور و حسیں گیسوے والا دیکھو
 مٹہ اسریٰ مدنی چاند کا چہرہ دیکھو
 رخ پہ محبوبیتِ خاص کا سہرا دیکھو
 ہارِ گردن میں درودوں کا ہے کیسا دیکھو
 سوئے قوسین چلا نوشہرہ بطحا دیکھو
 شور ہر سمت اٹھا صلّ علی کا دیکھو
 رفعت و عظمتِ محبوب کے روشن ہیں چراغ
 نور کے ساز پہ حورانِ جانا گاتی ہیں
 حسن و انوارِ بداماں ہے زمانہ دیکھو
 کیا چین کیا ہے ادا ہے چہب کیا دیکھو
 حسن انگشت بدنداں ہے ہراپا دیکھو
 نور ہی نور اجالا ہی اجالا دیکھو
 ہیں بھنویں آئینہ قوسین محلیٰ دیکھو
 شعلیں طور کی روشن سرکعہ دیکھو
 ماہِ تاباں کا گھٹاؤں میں چمکنا دیکھو
 ہے نوشتہ ورقِ نور پہ طہ دیکھو
 آج جو بن تو ہر اک بھول کلی کا دیکھو
 ہیں ہر اک تار میں گلہائے فرضیٰ دیکھو
 بہر تعظیم جیکے عرشِ معلیٰ دیکھو
 محو تبسّم ہے ہر ایک فرشتہ دیکھو
 جگمگاتا ہوا قصرِ فتدلیٰ دیکھو
 نغمہ تہنیتِ شادی اسریٰ دیکھو

بادۂ زمزمہ نعت میں ہیں غرق تمام
 شادیاتے وہ پس پردہ رحمت گونجے
 آئی دلبھائی سواری وہ بصد جاہ و جلال
 پھول رحمت کے ہوئے چہرہ انور پہ نثار
 اُذنیٰ یا احمَد آتی ہے صدا پڑے سے
 قصرِ مخصوصِ تقرب میں سواری پہنچی
 ہوش بے ہوش خروگم ہے جنوں عقل کو ہے
 خود خبر پر بھی ہے اک بے خبری سی طاری
 جانے کیا کیا ہوئیں محبوب و محب میں باتیں
 مل کے اللہ سے تشریف بھی لے آئے حضور
 نغمہ زن وجد میں ہے طائرِ سدرہ دیکھو
 کس بلندی پہ ہے شان ”ورقنا“ دیکھو
 وہ اکٹھا خاص درِ قرب سے پردہ دیکھو
 صن و انوار کا بٹنا ہوا صدقہ دیکھو
 ادب و ناز سے محبوب کا بڑھن دیکھو
 چھپ گیا نور میں وہ نور خدا کا دیکھو
 یک ادراک ہے بھولا ہوا رستہ دیکھو
 ہے سرِ عجز جھکائے ہوئے دنیا دیکھو
 کس سے پوچھیں کہ ہے خاموش زمانہ دیکھو
 ہے مگر گرم ابھی بسترِ والا دیکھو

شاعر صاحبِ معراج ہو تم اے اختر

صدقہٴ نوشہٴ معراج ملا کی دیکھو

علامہ سید محمد مغرب اختر الحامدی



اخبِ نعت

جلسِ حسانؑ، لاہور نے گزشتہ ماہ المحرم آٹ سنٹر میں پروفیسر حفیظ تائب کے ساتھ خصوصی شام کا اہتمام کیا اور اس عظیم نعت گو شاعر کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ تقریب میں وزیر اعلیٰ پنجاب جناب نواز شریف کی نمائندگی صوبائی وزیر جناب سلیم اقبال نے کی۔ تقریب کے مہمان خصوصی خانہ فرہنگ ایران کے ڈائریکٹر آقائے صادق گنجی تھے۔ تقریب میں جناب احمد ندیم قاسمی، جناب عطاء الحق قاسمی، جناب بشیر منند، جناب عبدالعزیز خالد اور جناب حسن رضوی نے بطور خاص جناب حفیظ تائب کی نعت گوئی کے حوالے سے گفتگو کی۔

تلاوتِ کلامِ پاک قاری رفیع الدین سیالوی نے کی۔ تائب صاحب کی نعتیں قادی زبیر رسولؑ، سید منظور الکوٹین، قادی مرغوب احمد بھٹانی، اختر قریشی، محمد ثناء اللہ بٹ، خان محمد اکرم سیامی، شہزاد ناگی، قاری محمد افضال اور الحاج محمد علی ٹھوڑی (بانی مجلسِ حسانؑ) نے پڑھیں۔ جناب احمد ندیم قاسمی نے حفیظ تائب کی نعت گوئی اور شخصیت کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میں نے ہمیشہ اس حقیقت پر فخر کا اظہار کیا ہے کہ میں اس دور میں زندہ ہوں جس میں حفیظ تائب نعت لکھ رہے ہیں۔ ہم سب کی آئندہ نسلیں اس امر پر ناز کریں گی کہ ان کے اجداد نے اس عاشقِ رسولؐ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، اپنے کانوں سے سنا، اُس سے مصلحتی کی سعادت حاصل کی اور اسے اپنے سینے سے لگا کر اس کے جذب و عشق کو اپنے سینے میں منتقل کرنے کی سعی کی۔ یہ دور اُردو زبان میں نعت گوئی کا دورِ روشن ہے اور روشن دور کے آفتابِ بلاشبہ، بلاثرکتِ غیرے، حفیظ تائب ہیں کہ اس شخص نے حضورِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمؐ کی ذاتِ گرامی سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار اتنی گہرائی اور اتنی شدت اور اتنی تہذیب اور بیسلفی سے کیا ہے کہ ان کی نعت کے الفاظ میں جذبے دھڑکتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں اور

نقطہ نقطے میں سرور کائنات (علیہ السلام والصلوٰۃ) کی گونج سنا لی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل ہے۔ اس محبوب ممدوح کو صحت کاملہ اور عمر طویل عطا فرمائے کہ ہم سب کو اور ہمارے فن کو اس کی سالہا سال تک اشد ضرورت رہے گی۔

تقریب میں جناب حفیظ تائب کو عمرے کا ٹکٹ پیش کیا گیا۔ اس کے علاوہ مختلف عقیدت مندوں کی جانب سے تحائف پیش کیے گئے۔ جبکہ اکادمی ادبیات پاکستان کی جانب سے توفیق ریٹ نے پھولوں کا گلہ سندہ پیش کیا۔

صوبائی وزیر صحت سلیم اقبال نے حفیظ تائب کی فنی مہارت اور عقیدت و محبت کے جذبات کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کے علاج کے لیے ہر ممکن سہولت فراہم کرنے کا اعلان بھی کیا۔ آقائے صادق گنجی نے اردو میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ آج کی تقریب اردو کے ایسے نعت گو شاعر کے ساتھ منائی جا رہی ہے جس کے ایک ایک حرف سے خوشبو مٹے مدینہ آتی ہے۔ انہوں نے مجلس خوان کے پندرہ نعت خوان حضرات کو حکومت ایران کی جانب سے زیارات اور مظاہرہ نعت خوانی کے لیے ایران مدعو کیا۔ الحاج محمد علی طہوری نے حفیظ تائب کی نعت گوئی کو عشق رسول کا سرچشمہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ حفیظ تائب کا کلام مدینہ پاک کی فضاؤں میں بھی گونجتا ہے۔
(بشکریہ روزنامہ ”جنگ“ لاہور)

(۱۵ مارچ ۱۹۸۹ء)



قارئین محترم سے التماس

میری صلاحیتیں الدین کے حسن تربیت کے باعث نعت کی خدمت کے لیے مختص ہوئی ہیں۔ اس لیے اگر آپ کو ماہنامہ نعت میں کوئی چیز پسند آجائے تو میرے والد مرحوم (راجا غلام محمد صاحب) کی بلند درجات کے لیے دعا کریں۔ (ایڈیٹر)

محفلِ نعت

۱۹ مارچ ۱۹۸۹ء (شعبہ پیر) بدر نماز عشاء الحاج چودھری محمد اسماعیل نورانی قادری کے دولت کدہ (دار و بندہ والا۔ لاہور) میں میاں محمد عارف اشرفی کی صدارت میں ایک عظیم الشان محفلِ نعت منعقد ہوئی۔ تلاوتِ کلامِ مجید سے محفل کا آغاز ہوا۔ قاری ندیر احمد مجددی نے اپنی مسحور کن آوازیں تلاوتِ قرآنِ پاک کی۔ محمد عمر بیٹ، شہزاد ناگی اور محمد شہداء اللہ بیٹ نے بارگاہِ رسالت میں نعتوں کے نذرانے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بانی محفل کی محبت کے پیش نظر عہدِ حاضر کے عظیم نعت گو شعراء جناب راجہ رشید محمود ایڈیٹر ماہنامہ نعت لاہور اپنی گونا گوں مصروفیات اور جناب پروفیسر حفیظ نائب ناسازی طبع کے باوجود اس بابرکت محفل میں شریک ہوئے اور اپنی کبھی ہوئی نعتیں محفلِ نعت میں پیش کر کے محفل کو وجد و حال کی کیفیت سے ہمکنار کیا۔

راٹر تازہ حضرت علامہ مولانا احمد حسن نورانی صاحب چندایم قبل حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہو کر لوٹے تھے۔ اُن سے تاثراتِ سفر حجاز مقدس بیان کرنے کی استدعا کی گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہر آنکھ اشکبار ہو گئی۔ یوں محسوس ہوا جیسا نورانی صاحب کی زیر قیادت شرکائے محفل دربارِ حبیب کی جانب رواں دواں ہیں۔ انہی پر کیف لمحات میں میاں محمد عارف اشرفی صاحب کی خدمت میں صدارتی خطبہ کی درخواست کی گئی۔ انہوں نے محفل کی مناسبت سے اپنا صدارتی خطبہ ارشاد فرمایا۔ آخر میں حاجی محمد اشفاق قادری صاحب نے سلامِ حافظ برکت علی صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ پیش کیا اور محفل اختتام پذیر ہوئی۔

(محمد شہداء اللہ بیٹ)

آسمان اُن کی حد پر نشانی کرے

محمد شیر افضل جعفری

”جھنگ رنگ“ اور ”ملنگ رنگ“ کے دلکش اسلوب کے مالک محمد شیر افضل جعفری بھی داصلِ بخت ہو گئے۔ ”سانولے من بھانولے“ ان کی پہلی شعری تخلیق تھی۔ ان کے دوسرے مجموعہء کلام ”شہرِ سدا رنگ“ کی تقریباً دو تہائی منعقدہ جھنگ میں ایڈیٹر ”نعت“ نے بھی مقالہ پڑھا تھا۔ ایڈیٹر ”نعت“ پر خصوصی شہادت فرماتے تھے۔ میرے دوسرے مجموعہ ”نعت“ ”حدیثِ شوق“ پر اپنے خاص انداز میں تفریظ لکھی۔ میں نے سماہی ”فروزاں“ (علمی و تحقیقی مجلہ) جاری کیا تو انہوں نے حوصلہ افزائی کی۔ ”نعت“ کا اجرا ہوا تو بہت خوش ہوئے۔ نعت کے دوسرے شمارے کے لئے خاص طور پر ”نعت“ کی اللہ کریم! ہمیں پنجتن پاک کی محبت کے طفیل اپنے خصوصی اعانت سے نوازے۔ آمین!

حکیم عبدالکریم شمسر

معروف نعت گو، حکیم عبدالکریم شمسر ۸ فروری ۱۹۸۹ء کو دل کا دورہ پڑنے سے انتقال فرما گئے۔ ”احسنِ تقویم“ اور ”شاخِ سدرہ“ ان کے نعتیہ مجموعے ہیں۔ ماہنامہ ”نعت“ کے لیے انہوں نے ایک نعت محترم فیاض حسین چشتی صاحب کی وساطت سے بھیجی تھی جو گزشتہ شمارے کے آخری صفحات میں شائع کی گئی۔ شمسر صاحب کی کتاب ”سیرت رسولؐ کا سنات“ پر ہجرہ الیوارڈ ۱۴۰۵ھ دیا گیا۔ تحریکِ پاکستان کے سلسلے میں ان کی خدمات کے اعتراف میں ۱۹۸۷ء میں گولڈ میڈل بھی دیا گیا۔ اللہ کریم! اپنے محبوب پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اس مداح کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین!

نعتِ لائبریری کے لیے عطیات

حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری
۵۵ - ریلوے روڈ - لاہور

فیاض حسین چشتی نظامی صاحب
نیو مسلم ٹاؤن - لاہور

میاں عطار اللہ ساگر وارثی صاحب
وارثی منزل - پاک سڑک ٹیٹ -
اسلام آباد کالونی - سمن آباد - لاہور

- ۱- سیرتِ رسول عربیؐ از علامہ نور بخش توکلی
- ۲- عجائباتِ معراج - ترجمہ الاسراء والمعراج
از عبد اللہ ابن عباسؓ (مترجم مولانا
عبد المصطفیٰ محمد گل احمد عسقی)
- ۳- مخزنِ احمدی (فارسی) از مولوی محمد علی
- ۴- سفرِ حجاز (میں نے حجاز میں کیا دیکھا؟)
از عبد الکريم ثمر
- ۵- احسن تقویم از عبد الکريم ثمر
- ۶- شاخِ سدہ از عبد الکريم ثمر
- ۷- ثمرات از محمد ظفر
- ۸- جنت کا نعمہ از حاجی باب اللہ خان اشرفی
- ۹- دربارِ مدینہ از نور فرخ آبادی
- ۱۰- نفیس و سلام از محمد یالن حقانی (گجراتی)
- ۱۱- بزمِ رحمت از بیگل آتہا بی بلرام پوری
- ۱۲- عرش کا جلوہ از بیگل آتہا بی بلرام پوری
- ۱۳- ایمان و ایقان از رضا امروہوی
- ۱۴- حاصلِ حیات از صدر الدین انصاری بھوپالی
- ۱۵- گنجینہٴ لغت و مناقب از شاد قادری

عنایت الہی صاحب - عنایت ایڈسز
کراچی

حافظ عبد الخالق سعیدی صاحب -
جامعہ مسجد بلال بریلوی پبلیک
موٹر کال لکھنؤ موٹر برکت ٹاؤن
لاہور

راجا رشید محمود - ایڈیٹر
ماہنامہ "نعت" لاہور

نذیر حسین صاحب - نذیر سنز
پبلشرز - لاہور

مرکزی مجلس رضا - لاہور

راسخ عرفانی صاحب
گوجرانوالہ

۱۶- خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
از مصباح الدین

۱۷- ماہنامہ انوار الفرید - ساہیوال

۱۸- عصمت انبیاءؑ

۱۹- اربعین نبویہ از مولانا محمد شریف

محدث کوٹلوی

۲۰- المعین از عبد السارحی نظامی

۲۱- دربار نبوتؐ کی حاضری

از سید مناظر احسن گیلانی

۲۲- تفہیم القرآن از مولانا ابو الاعلیٰ مودودی

(جلد اول تا ششم)

۲۳- کالی کلی والے تجھ پر لاکھوں سلام

مرتبہ منور قادری

۲۴- شان رسالت مآب اللہ

مرتبہ منور قادری

۲۵- شان منظر جلیل مرتبہ منور قادری

۲۶- گستاخ رسولؐ کی سزا قتل

از علامہ احمد سعید کاظمیؒ

۲۷- نظام مصطفیٰؐ اور ہماری زندگی

از غلام سرور

۲۸- نکبتِ حرا از راسخ عرفانی

۲۹- فروغِ گوجرانوالہ

راسخ عرفانی نمبر

- ۳۰۔ جتن بہادران
از پرنسپل ڈاکٹر محمد مسعود احمد
- ۳۱۔ سوانح رسول صلی اللہ علیہ وسلم
از مفتی محمد حسین نعیمی
- ۳۲۔ تحفہ عجائقا (ادبیاں) میلاد خیر انوریؐ
از محمد اقبال چشتی فاروقی
- ۳۳۔ گلہ ستہ - پودھویں صدی ہجری کی آخری
شام بیاد خیر الانام
از نذر صابری
- ۳۴۔ منتخب تعلیمہ کلام
مرتبہ ڈاکٹر انعام الحق کوثر
- ۳۵۔ تحت فیروزی
از مولوی محمد فیروز الدین
- ۳۶۔ اسماء النبی اکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مرتبہ حضرت ابوانیس محمد برکت علی
لودھیانوی
- عبدالتار طاہر صاحب - مرکزی مجلس
امام اعظم رجسٹرڈ - لاہور
- خلیفہ عبدالمجید صاحب
ایس ایس پی کیشنرز - لاہور
- مصنف کا سخن (شاہ عالم)
تحصیل کلور کوٹ - ضلع بھکر
- مجتہ "دانش" اسلام آباد
- مصنف - ڈاکٹر کمران ایجوکیشن
کوٹہ
- اسد نظامی صاحب چک نمبر ۱۱۶
۱۰-۸
- جہانیاں منڈی - ملتان
- دارالاحسان
چک دسویہ - فیصل آباد

تسليم الدين احمد
"ناظم نشر و اشاعت" "الوانِ نعت رجسٹرڈ"



ماہنامہ نعت لاہور
۱۹۸۸ء کے خالص نمبر

- جنوری ————— حمد باری تعالیٰ
- فروری ————— نعت کیا ہے
- مارچ ————— مدینۃ الرسول ﷺ (حصہ اول)
- اپریل ————— اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (حصہ اول)
- مئی ————— مدینۃ الرسول ﷺ (حصہ دوم)
- جون ————— اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (حصہ دوم)
- جولائی ————— نعت قدسی
- اگست ————— غیر مسلموں کی نعت (حصہ اول)
- ستمبر ————— رسولِ مبرور ﷺ کا تعارف (حصہ اول)
- اکتوبر ————— میلاد النبی ﷺ (حصہ اول)
- نومبر ————— میلاد النبی ﷺ (حصہ دوم)
- دسمبر ————— میلاد النبی ﷺ (حصہ سوم)

گزشتہ شمارے

جنوری ۱۹۸۹ء	_____	لاکھوں سلام
فروری ۱۹۸۹ء	_____	رسولؐ نمبروں کا تعارف (حصہ دوم)
مارچ ۱۹۸۹ء	_____	معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آئندہ شمارے

مئی ۱۹۸۹ء	_____	لاکھوں سلام (حصہ دوم)
جون ۱۹۸۹ء	_____	غیر مسلموں کی نعت (حصہ دوم)

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبویؐ آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ ماہنامہ نعت کا ہر صفحہ حضورؐ سرور کائنات علیہ السلام و آلہ وسلم کے ذکرِ مبارک سے مزین ہے۔ لہذا ماہنامہ نعت کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

